REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT. NO R.N. 61/57.

اخبارِ احمدیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ کیونکہ الفضل کا ربوہ سے آنا فی الحال بند ہے۔ البتہ ربوہ سے آنے والے بعض افریقن طلبہ نے بتایا ہے کہ حضور انور کی عمومی صحت اچھی ہے۔ اور حضور بعض بیرونی ممالک کے دوستوں سے ملاقات بھی فرما رہے ہیں۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

— حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع جملہ درویشان کرام خیریت سے ہیں۔

— محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ مع اہل و عیال حیدرآباد میں ہیں اللہ تعالےٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو آمین

۶ ر رجب ۱۳۹۵ ہجری | ۱۷ ر وفا ۱۳۵۴ ہش | ۱۷ ر جولائی ۱۹۷۵ ء

جزائر انڈیمان میں تبلیغ احمدیت

جماعت احمدیہ کے کامیاب تبلیغی جلسے * تین افراد کا قبولِ احمدیت

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

جماعت احمدیہ انڈیمان کی دیرینہ خواہش کے پیشِ نظر نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کی زیر ہدایت خاکسار اور مکرم مولوی عبد السلام صاحب فاضل مورخہ ۱۳ مئی کو مدراس سے بذریعہ بحری جہاز انڈیمان کے لئے روانہ ہوئے۔ تین رات اور چار دن کے بحری سفر کے بعد مورخہ ۳ جون ۱۹۷۵ء کی شام کو انڈیمان کی بندرگاہ پورٹ بلیئر میں پہنچے راستہ بھر خرابی موسم کی وجہ سے سمندر متلاطم رہا۔ اور جہاز خوب ہچکولے کھاتا رہا۔

بندرگاہ میں ہمیں لینے کے لئے احباب جماعت تشریف لائے ہوئے تھے۔

جزائر انڈیمان

انڈیمان ۳۲۰ کے قریب جزائر کا ایک مجموعہ ہے۔ نہایت خوبصورت مناظر پر مشتمل حسین گلشن زار خطہ زمین خلیج بنگال میں کلکتہ سے ۷۵۰ اور مدراس سے ۸۰۰ میل دوری پر واقع ہے ان جزائر کا دار السلطنت PORT BLAIR ہے۔ جہاں تمام سرکاری دفاتر واقع ہیں یہ علاقہ براہ راست مرکزی حکومت ہند کے ماتحت ہے۔ یہاں کے افسر اعلیٰ چیف کمشنر ہیں ان جزائر کے مجموعہ میں صرف ۲۰ کے قریب ہی جزائر آباد ہیں جہاں کی مجموعی آبادی ۲ لاکھ کے قریب ہے۔ زیادہ تر آبادی دار السلطنت پورٹ بلیئر میں ہے۔ جہاں بس سروس اور بوٹ سروس عمدہ طریق پر ہو رہی ہے۔ ان جزائر کے ساتھ ملک کے دیگر حصوں سے صرف ہوائی اور بحری راستوں سے ہی رابطہ رکھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ مدراس سے مہینہ میں دو دفعہ بحری جہاز کے ذریعہ اسی طرح کلکتہ سے ہفتہ میں دو دفعہ ہوائی سروس اور مہینہ میں دو دفعہ بحری جہاز کے ذریعہ رابطہ رکھا جا رہا ہے۔ ڈاک کی آمد و رفت بھی ہفتہ میں دو بار ہی ہوتی ہے۔

یہ جزائر مختلف مذاہب و اقوام اور زبانوں کا ہلا جلا گلشن ہے یہاں کی عام بولی اردو (ہندی) ہے۔ اس کے بعد زیادہ تر ملایالم کا استعمال ہے۔ تامل تیلگو، پنجابی اور بنگالی بھی بولی جاتی ہے

یہاں کا موسم گرم مرطوب ہے اور سال میں ۹ مہینے بارش رہتی ہے اس لگاتار بارش کا سلسلہ نصف مئی سے شروع ہو کر جنوری تک جاری رہتا ہے۔

ہندوستان کا یہ خوبصورت خطہ جو "کالا پانی" کے نام سے مشہور تھا۔ یہ جزائر پہلے زمانہ میں بالکل جنگلی علاقوں پر مشتمل تھے۔ اور جنگلی لوگ ہی آباد تھے۔ ابتدائی زمانوں میں حکومت برطانیہ سیاسی قیدیوں کو ان ہی جزائر میں ملک بدر کیا کرتی تھی۔ لیکن اب اس علاقہ نے خوب ترقی کی ہے۔ اور حکومت ہند کی خاص توجہ کی وجہ سے بہت ہی تعلیمیافتہ اور مہذب بن گیا ہے۔

چونکہ یہ علاقہ جنگلوں اور پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ اس لئے عمارتی لکڑی بہت سستی مل جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سوائے چند حکومتی دفاتر کے اکثر و بیشتر رہائش گاہیں اور دکانیں وغیرہ لکڑی کی بنی ہوئی ہیں۔ جو دیکھنے میں بہت ہی خوشنما ہیں

انڈیمان میں احمدیت

یہ بھی خدا تعالےٰ کی ایک عظیم قدرت ہے کہ اس نے اپنے وعدہ کے مطابق کہ:
"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"
اس دور افتادہ علاقہ میں بھی جہاں چاروں طرف زمین کے کنارے ہی کنارے ہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پہنچائی اور ایک مستعد پُر جوش اور مخلص جماعت کی بنیاد ڈالی۔

تاریخ احمدیت میں ہمیشہ نام پانے والی شخصیت کیپٹن ڈگلس جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مقدمہ

(باقی صفحہ ۹ پر دیکھئے)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے جے ہند پرنٹنگ پریس نہرو گارڈن روڈ جالندھر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۷؍وفا ۱۳۵۴ ہش

حرمین شریفین کی مقدس گلیوں کو سلام!

اخبارات اور ریڈیو آئندہ سفرِ حج کے چرچے کر رہے ہیں۔
حکومتِ سعودی عرب نے ایک نئی حج پالیسی مرتب کی ہے۔
جہازوں کے کرایوں میں اضافہ ہوگیا ہے۔
کرایوں کو کم کرانے کے لئے بڑے زور سے آواز اُٹھ رہی ہے
عرب ممالک کی سفارتوں کو توجہ دلائی جا رہی ہے کہ کرائے کم کروائے جائیں
خوش قسمت عازمین حج اس مبارک سفر کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

مگر ہا کچھ سینہ چاک 'مہجوری' محرومی اور مجبوری کا احساس شدید اپنے دلوں میں لئے کرب و اضطراب میں مبتلاء ہیں۔ ان کے دل مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مقدس شعائر سے اٹکے ہوئے ہیں۔ ان کے زخمی تصورات کعبۃ اللہ اور گنبد خضراء کی فضاؤں میں محو پرواز ہیں۔ ان کے جسموں میں ایک تڑپ ایک جنبش اور ایک لرزش ہے۔ وہ مکہ مقدس شعائر اللہ کی زیارت کے لئے ان نورانی مقامات پر پہنچنا چاہتے ہیں۔ وہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ کی اس خاکِ پاک کو بوسے دے کر اپنی آنکھوں کا سُرمہ بنانا چاہتے ہیں۔ جسے آقائے دو جہاں سید الانبیاء حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک قدموں سے مشرف فرمایا تھا۔ ان کی نگاہوں میں ایک بیتاب تشنگی ہے، جو طلوع اسلام کے ان روحانی اور تقدس مآب مراکز کی زیارت سے ہی بجھ سکتی ہے۔ ان کی پیشانیوں میں ہزاروں سجدے ہیں جو کعبۃ اللہ اور مسجد نبوی اور ان کے ماحول و محاذ میں ادا ہونے کے لئے بیقرار ہیں۔ ان کے پاس اس مبارک سفر کے لئے مالی وسائل بھی موجود ہیں۔ ان کے حالات کی سازگاری بھی ان کا ساتھ دے رہی ہے۔ وہ دل کی گہرائیوں سے اس اہم ترین رکن اسلام کی ادائیگی کے لئے تپ رہے ہیں۔

لیکن آہ! کچھ ناقابل عبور حالات نے ان کے راستے روک رکھے ہیں۔ کچھ بے رحم عناصر نے ان کے اس مبارک عزم کے راستہ میں ہزاروں روکیں کھڑی کر دی ہیں۔ اور ان کی آرزوئیں ان کے سینوں میں گھٹ کر رہ گئی ہیں۔ ان کی قوت پرواز کو کچھ جابرانہ احکام نے پرمٹ کے ذریعہ سے نہ جانے کس نامعلوم وقت تک مفلوج کر کے رکھدیا ہے۔ اب حج کے مبارک ایام آئیں گے۔ دنیا کے مختلف ممالک سے لاکھوں لاکھ عازمین اس سعادت عظمیٰ سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے بصد شوق پروانہ وار ایک اہتزازی کیفیت کے ساتھ کاروں بسوں، بحری اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ سے خدا کے اس پہلے گھر کی طرف رواں دواں ہونگے۔ لیکن ہم کچلی ہوئی آرزؤں کو سینوں میں دبائے بصد حسرت یہ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ ہمارے غموں کی یہ طویل رات کب ختم ہوگی۔ یہ پابندیاں کب دور ہوں گی۔ اور ظلم وستم کے یہ سلاسل کب ٹوٹیں گے۔ توحید حقیقی کے علمبرداروں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک وجود کے ساتھ دل وجان سے عشق رکھنے والے مظلوم عشاق کے پاؤں کی زنجیریں کب کٹیں گی۔ اے ہمارے رحیم وکریم آقا! تو نے ہی فرمایا تھا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ۔ تو ہی قدرت رکھتا ہے کہ ظلم کے اس ہاتھ کو روک دے تو ہمارے دل کی گہرائیوں اور ان کے جذبات سے واقف ہے ہم تو صرف یہی کر سکتے ہیں کہ تیری درگاہ میں فریادی ہوں۔ اور اپنی آہوں کو دلوں میں دبا کر غائبانہ طور پر تیرے مقدس شعائر حرمین شریفین کی مقدس گلیوں کو ہواؤں کے دوش پر سلام بھیجیں!

ڈیٹن (امریکہ) سے ایک خط

امریکہ کی ریاست۔ اوہیو کے شہر ڈیٹن سے ہمارے احمدیہ تبلیغی مشن کے انچارج مولانا محمد ابراہیم صاحب نے بدر میں "مشورہ" کے عنوان سے شائع ہونے والے اداریوں کے تسلسل میں ایک حقیقت افروز خط ہمارے پاس بھجوایا ہے۔ ان اداریوں میں ہم نے اپنے مخالف علماء کی خدمت میں بصد خلوص ومنت یہ مشورہ عرض کیا تھا کہ بجائے اس کے کہ آپ دنیا کے کناروں تک تبلیغ اسلام کرنے والی جماعت احمدیہ کے خلاف کفر کے فتوے صادر فرمائیں۔ اور اس طرح اپنے دلوں کو یہ کہہ کر مطمئن کر لیں کہ گویا آپ اسلام کی بڑی خدمت کر رہے ہیں۔ بہتر ہوگا کہ آپ دنیا کی قریبًا تین ارب غیر مسلم آبادی کو اسلام کے دائمی پیغام ہدایت سے روشناس کرانے کے لئے باہر نکلیں۔ اور مخالفین اسلام کو اسلامی صداقتوں اور دنیا کے مقدس ترین انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے روشناس کرائیں۔ اور جماعت احمدیہ کو ظلم وستم کا ہدف بنانے کی بجائے اسلام کی کوئی ٹھوس خدمت کر کے دکھائیں۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب مبلغ نے اپنے حلقہ تبلیغ کے کچھ ایمان افروز واقعات تحریر کئے ہیں جنہیں ہم ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہم 'کافروں' نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے امریکیوں کو مسلمان ہی نہیں بنایا اور بنا رہے ہیں۔ بلکہ اسلامی شعار پر عمل بھی کروا رہے ہیں۔ کہاں امریکہ کی مادر پدر آزادی وبرہنگی اور کہاں پردہ اور برقعہ۔ جو نوجوان آجکل (خصوصًا جب بعض احمدی بھائی اور بہن ربوہ دیکھ چکے ہیں) مسلمان ہو رہے ہیں۔ اپنی بیویوں کو پردہ کروا رہے ہیں۔ کیونکہ وہ دل وجان سے اسلامی تعلیم کو رائج کرنا چاہتے ہیں۔ مَیں اس علاقہ کی بات کر رہا ہوں جو میرے 'حلقہ' کا ریجن ہے۔ مشرقی علاقہ میں ابھی پردہ کا اسقدر رواج نہیں ہوا ہے۔ لیکن جونہی وہ امیر لوگ بھی ربوہ آنے جانے لگے۔ انشاء اللہ یہ روحانی انقلاب سارے امریکہ کو اپنے تسلط میں لے لے گا۔ پچھلے دنوں آپ نے "الفضل" میں پڑھا ہوگا ایک بہن خدیجہ نے اپنی موٹر لائسنس پر آنے والی تصویر کو باپردہ کھچوانا چاہا۔ اور حکومت نے اس کی اجازت دے دی۔ افریقی' امریکی بہنیں تو پردہ کر ہی رہی ہیں۔ سفید امریکی بہنیں بھی نقاب اوڑھنے لگی ہیں۔ اسی طرح ان نومسلموں کو قرآن کریم عربی میں پڑھنے کا بے حد شوق ہے۔ خالص میرے ہی ڈیٹن میں ماشاءاللہ بارہ ناصرات اور اطفال کے علاوہ معمر عورتیں بھی یسّرنا القرآن سیکھ کر قرآن کریم شروع کر رہی ہیں نماز، روزہ، قرآن، کلمہ اور اسلام کی تعلیم حاصل کرنے کا ان لوگوں کا جذبہ نہایت ہی قابل قدر ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ۔ جزاکم اللہ ان کی زبان پر ہوتا ہے اور اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کا ورد ہوتا رہتا ہے۔ ان کو دین سکھانے والے کافر! اور یہ بھی! اللہ تعالیٰ "اصل مسلمانوں" کی حالت پر رحم فرمائے آپ نے بالکل ٹھیک لکھا کہ کاش ہماری ساری توجہ اور طاقت غیر مسلموں کو مسلمان بنانے میں ہی صرف ہوتی۔ دنیا تو اسلام کے نور سے دھڑا دھڑ منور ہو رہی ہے۔ سورج مغرب سے طلوع ہو چکا۔ لیکن یہ لوگ چاند پر تھوک رہے ہیں۔

والسلام
محمد ابراہیم
۲۵/۶/۷۵"

اے کاش! ہمارے مخالف علماء ان حقائق پر سنجیدگی کے ساتھ غور فرمائیں۔ اور اسلام کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کی بجائے اُمّت مرحومہ کو اس راہ پر گامزن کرنے کی کوشش کریں کہ وہ دین کی اشاعت کیلئے قربانیاں کریں۔ اور دنیا کے کروڑوں غیر مسلموں کی روحانی تشنگی کو اسلام کے آب جاں نواز سے دور کریں۔

(ف۔ ا۔ گ)

درخواست دعا:۔ مکرم محمد احمد صاحب نسیم درویش کمپونڈر احمدیہ شفاخانہ قادیان کافی عرصہ سے گردوں کی تکلیف کی وجہ بیمار چلے آرہے تھے۔ کافی علاج معالجہ کے باوجود افاقہ نہ ہونے کے باعث ڈاکٹری مشورہ سے امرتسر وی جے ہسپتال میں داخل کروایا گیا۔ جہاں فوراً بندشِ پیشاب کا علاج ہوا۔ اب ان کی صحت کچھ سنبھلی ہے۔ صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (ایڈیٹر)

خطبہ جمعہ

سچائی کو اپنا شعار بناؤ اور اس پر مضبوطی سے قائم ہو جاؤ

اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری دیگر بہت سی کمزوریاں آپ ہی آپ دور ہو جائینگی۔

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ ۱۴ رمارچ ۱۹۵۳ء بمقام محمد آباد سٹیٹ سندھ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

دنیا میں سینکڑوں ہی نیکیاں موجود ہیں۔ اور بدیاں بھی سینکڑوں موجود ہیں جس طرح بوٹیاں اور بیج آپس میں مل کر نئی نئی شکلیں اختیار کرتے جاتے ہیں۔ اسی طرح

انسانی اخلاق

بھی آپس میں مل کر نئی نئی شکلیں اختیار کرتے چلے جاتے ہیں۔ جب سبزیوں اور پھلوں میں سے بعض کڑوے بنتے چلے جاتے اور بعض میٹھے بنتے چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح انسانی اخلاق میں سے بھی کچھ بد، تکلیف دہ اور نقصان پہنچانے والے ہوتے ہیں۔ اور کچھ اچھے اور انسان کے اندر اطمینان کی روح پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ مگر کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو بنیادی ہوتی ہیں۔ اور انسان کے اخلاق خواہ کتنے ہی بدل جائیں۔ وہ قائم رہتی ہیں اور انسان کے ساتھ ہمیشہ لگی رہتی ہیں۔ وہ انہیں چھوڑتا نہیں۔ ان میں سے

ایک خلق صداقت ہے

یہ خلق وہ ہے جس پر بہت سے اخلاق مبنی ہوتے ہیں۔ گویا بعض دفعہ یہ خلق ماں اور باپ کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔ اور باقی اخلاق اس سے پیدا ہو کر بڑھنے شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن عجیب بات ہے کہ جس طرح موت سب سے زیادہ یقینی چیز ہے۔ لیکن سب سے زیادہ لوگ اسے بھلاتے ہیں۔ اسی طرح باوجود ایک یقینی چیز ہونے کے لوگ سچائی کو بھول جاتے ہیں۔ جیسے آج تک کوئی انسان ایسا نہیں گذرا جو فوت نہ ہوا ہو۔ مگر مسلمانوں نے یہ عقیدہ رکھنا شروع کر دیا کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں۔ حالانکہ ان کے باقی آباؤ اجداد۔ بلکہ انبیاء و اولیاء میں سے بھی ہمیں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو پیدا ہوا ہو۔ لیکن مرا نہ ہو۔ ایک غلط عقیدہ بنا لینا اور چیز ہے۔ اور واقعہ اور چیز ہے واقعہ یہی ہے کہ ہر انسان جو پیدا ہوا ہے۔ مرا ہے گویا موت ایک طبعی چیز ہے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو چونکہ آپ کی بہت سی پیشگوئیاں ایسی تھیں جو ابھی بظاہر پوری نہیں ہوئی تھیں۔ اس لئے

حضرت عمرؓ نے خیال کیا

کہ آپ کس طرح فوت ہو سکتے ہیں۔ وہ اپنے گھر سے باہر نکلے۔ اور تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم محض وقتی طور پر آسمان پر گئے ہیں اگر کسی نے یہ کہا کہ آپ فوت ہو گئے ہیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ یہ بات حضرت ابوبکرؓ تک پہنچی تو آپؓ باہر تشریف لائے اور سب صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل" محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک رسول تھے اور آپؐ سے پہلے جو رسول گذرے۔ وہ سب فوت ہو چکے ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ کا یہ قانون جاری ہے کہ ہر ایک شخص جو پیدا ہوا ہے مرے گا۔ تو تمہارا رسول اس قانون سے کس طرح بچ سکتا ہے۔ پھر صرف یہی نہیں کہا کہ سارے رسول فوت ہو چکے ہیں بلکہ آگے فرمایا افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنا دین چھوڑ دو گے اور کیا آپ کے فوت ہو جانے سے تمہارا دین بدل جائے گا مثلاً تم سب لوگ قریباً زمیندار طبقہ سے تعلق رکھتے ہو

ایک شخص تمہیں بتاتا ہے

کہ اگر تم اس طرح ہل چلاؤ گے۔ اس طرح بیج ڈالو گے اور پھر اس طرح پانی دو گے تو تمہیں فائدہ ہو گا۔ پھر وہ شخص فوت ہو جائے تو کیا یہ قاعدہ بدل جائے گا۔ کیا اس کے مر جانے کی وجہ سے گندم بونے کی ضرورت نہیں رہے گی یقیناً تم میں سے ہر شخص یہی کہے گا کہ اس شخص کے مرنے سے یہ قاعدہ نہیں بدلے گا۔ اسی طرح خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جائیں تو کیا تمہارا دین بدل جائے گا؟ اصل سوال تو یہ ہے کہ جو کچھ خدا تعالےٰ نے فرمایا تھا۔ کیا وہ سچ ہے اور اگر خدا تعالےٰ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ سچ تھا تو آپ کے فوت ہو جانے سے وہ جھوٹ کیوں بن جائے گا۔ سچ سچ ہی رہے گا۔ راستیاں اور سچائیاں نہ بدلنے والی چیز ہیں۔ ہاں بعد میں لوگ ان میں بعض چیزیں ملا بھی دیتے ہیں لیکن آہستہ آہستہ خدا تعالےٰ ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ بعد میں ملی ہوئی باتیں دور ہو جاتی ہیں۔ پس

صداقت ایک بنیادی چیز ہے

اور اس سے اور کئی اخلاق نکلتے ہیں۔ کبھی وہ اخلاق صداقت سے دور ہو جاتے ہیں۔ تو بگڑ جاتے ہیں اور کبھی اس سے قریب ہو جاتے ہیں تو اچھے ہو جاتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دفعہ ایک شخص آیا۔ اور اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں تین گناہوں میں مبتلا ہوں۔ میں نے انہیں چھوڑنے کی بہت کوشش کی ہے۔ لیکن یہ گناہ مجھ سے چھٹتے نہیں۔ اور وہ گناہ جھوٹ، شراب پینا اور بدکاری کرنا ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ سے ایک سودا کر لو۔ اور وہ سودا یہ ہے کہ تم ایک گناہ یعنی جھوٹ بولنا چھوڑ دو اللہ تعالےٰ چاہے گا تو تم باقی دو گناہوں سے بھی بچ جاؤ گے۔ اس نے کہا یہ تو نہایت آسان بات ہے ایک گناہ میں چھوڑ دیتا ہوں چنانچہ اس نے

جھوٹ بولنا چھوڑ دیا

چند دن کے بعد وہ پھر واپس آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول میں نے ایک گناہ چھوڑ دیا تھا۔ باقی دو گناہ تو آپ ہی آپ چھٹ گئے ہیں آپؐ نے فرمایا باقی دو گناہ کیسے چھٹ گئے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میرا دل چاہا کہ شراب پیوں۔ مگر مسلمانوں کا ماحول تھا۔ میں نے خیال کیا کہ اگر میں نے شراب پی لی تو مسلمان بُرا منائیں گے۔ پھر خیال آیا کہ چوری چھپے پی لوں۔ لیکن پھر

خیال آیا کہ اگر آپ نے پوچھا کہ کیا تم نے شراب پی ہے۔ اور میں نے انکار
کیا تو یہ جھوٹ ہوگا۔ اور جھوٹ نہ بولنے کا وعدہ میں نے آپ سے کیا
ہے۔ اور اگر اقرار کر لیا تو اس کی سزا پاؤں گا۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ شراب
نہیں پیوں گا۔ تا کہ میں جھوٹ سے بچا رہوں۔ اسی طرح بدکاری تھی۔ چونکہ میں
نے وعدہ کیا تھا کہ میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ اس لئے اس کے نتیجہ میں میں نے
بدکاری کو بھی چھوڑ دیا۔ کیونکہ اگر میں بدکاری کرتا اور پھر انکار کر دیتا کہ میں نے ایسا
نہیں کیا تو یہ جھوٹ ہوتا۔ اور اگر اقرار کرتا تو اس کی سزا پاتا۔ پس میں نے
فیصلہ کیا کہ بدکاری بھی نہیں کروں گا تا آپ کے پاس جھوٹ نہ بولنا پڑے پس

سچائی ایک بنیادی چیز ہے

اور اگر تم سچائی پر قائم رہو گے تو باقی بُری عادتیں آپ ہی آپ چھوٹ جائیں
گی۔ سچائی ایک اہم ترین چیز ہے۔ اور انسانی قلب پر ایسی چوٹ لگاتی ہے کہ سخت
سے سخت دل بھی ہل جاتا ہے۔ پُرانے زمانہ کا ایک واقعہ ہے حضرت سید عبد القادر
جیلانیؒ ابھی بچے ہی تھے کہ ان کی والدہ نے انہیں اپنے بھائی کے پاس بھیجا۔ جو
ایک بہت بڑے تاجر تھے۔ آپ کی والدہ نے آپ کے گرم کپڑے میں جو رات
ہو جائے تو لوگ اسے گدڑی کہتے ہیں چند اشرفیاں سی دیں اور کہا وہاں پہنچ
کر یہ اشرفیاں نکلوا لینا اتفاق کی بات ہے کہ جس قافلہ میں آپ جا رہے
تھے۔ اس پر ڈاکہ پڑا۔ اور ڈاکوؤں نے سب افراد کو لوٹ لیا۔ لیکن سید عبد القادر
جیلانیؒ کو بچہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ اور یہ خیال کیا کہ اس کے پاس کیا ہوگا؟ لیکن ڈاکوؤں
میں سے کسی نے ان سے بھی پوچھ لیا کہ کیا تمہارے پاس بھی کچھ ہے۔ آپ نے
کہا ہاں میرے پاس اتنی اشرفیاں ہیں۔ ڈاکو نے دریافت کیا وہ اشرفیاں
کہاں ہیں۔ آپ نے گرم کپڑے کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ اشرفیاں اس میں
سی ہوئی ہیں۔ ڈاکوؤں کا سردار اس ڈاکو پر جو آپ سے باتیں کر رہا تھا ناراض
ہوا اور کہا اس بچہ کے پاس کیا ہوگا

تم یونہی وقت ضائع کر رہے ہو

اسے چھوڑ دو لیکن اس نے کہا یہ کہتا ہے میرے پاس اتنی اشرفیاں ہیں
چنانچہ گدڑی کو پھاڑا گیا تو اس میں سے اشرفیاں نکل آئیں۔ سردار بہت حیران
ہوا۔ اور اس نے سید عبد القادر صاحب جیلانیؒ سے کہا کہ بیوقوف بچے تمہیں پتہ
بھی نہیں تھا کہ تمہارے پاس کچھ ہوگا۔ اس لئے ہم نے تمہیں چھوڑ دیا تھا۔ تم
چپ کیوں نہ رہے۔ تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہو سکتا ہے کہ
حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ بوجہ بچہ ہونے کے سچائی کی اہمیت کو نہ سمجھتے
ہوں لیکن وہ یہ ضرور جانتے تھے کہ "ہے" کو "ہے" ہی کہنا چاہیئے۔ انہوں نے
ڈاکوؤں کے سردار سے کہا جب میرے پاس اشرفیاں تھیں تو میں یہ کیوں کہتا
کہ میرے پاس کچھ نہیں۔ آپ کی اس بات کا سردار پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے

آئندہ ڈاکہ ڈالنا چھوڑ دیا۔

اس نے خیال کیا کہ ایک بچہ تو جھوٹ کو جھوٹ کہتا ہے اور سچ کو سچ کہتا
ہے۔ اور ایسا کہنے میں کوئی ڈر محسوس نہیں کرتا۔ لیکن میں جو اتنا بڑا ہوں
ڈاکے ڈالتا ہوں۔ اور جب حکومت پوچھتی ہے کہ کیا تم نے فلاں ڈاکہ
ڈالا ہے تو میں جھوٹ بول دیتا ہوں کہ میں تو رات فلاں جگہ گیا ہوا تھا
مجھے علم نہیں۔ چنانچہ آپ کے اسی نمونہ کی وجہ سے یہ مثل مشہور ہو گئی
"چوروں قطب بنایا" کیونکہ بچپن میں ہی آپ کے منہ سے ایک ایسی
بات نکلی جس کی وجہ سے ڈاکوؤں کے ایک سردار کی اصلاح ہو گئی اسی
طرح ہماری جماعت میں بھی

ایک واقعہ موجود ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر عیسائیوں کی طرف سے ایک مقدمہ چلایا
گیا۔ شروع شروع میں انگریز قانون کی پابندی کی عادت ڈالنے کے لئے بڑی
سختی سے کام لیتے تھے آپ نے ایک مضمون لکھا۔ اور چھپوانے کے لئے
ایک ہندو کے پریس میں بھجوایا۔ اس پریس سے آپ عموماً رسالے
اور کتب شائع کروایا کرتے تھے۔ [illegible]
میں ایک رقعہ بھی ڈال دیا۔ آج کل تو اسے کسٹم میں [illegible]
لیکن اُن دنوں [illegible] جرم کی سزا [illegible] یا پانچ سو روپیہ جرمانہ [illegible]
مسیح موعود علیہ السلام اس عیسائی کے بہت بڑے مخالف تھے۔ [illegible] چونکہ آپ
عیسائیت کے خلاف لٹریچر چھپوایا کرتے تھے۔ اس لئے اسے آپ [illegible]
تھا۔ اس نے سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات کے پاس رپورٹ کر دی وہ بھی
انگریز تھا۔ اُس نے

عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا

اس مقدمہ کا فیصلہ کرنے کے لئے بھی ایک انگریز افسر کا تقرر کیا گیا۔ آپ کی طرف
سے جو وکیل مقرر کیا گیا تھا۔ اس نے کہا کہ مرزا صاحب آپ نے پیکٹ میں
خط ڈالا تھا۔ اور اس عیسائی نے پیکٹ کھولا ہے اس بات کا کوئی اور گواہ نہیں
اس لئے اگر آپ کہہ دیں کہ میں نے خط نہیں ڈالا تو مقدمہ ختم ہو جائے گا۔ اس
جرم کے آپ خود ہی گواہ ہوں گے۔ اور قانون مدعا علیہ کو اجازت دیتا ہے وہ
جس طرح چاہے عدالت میں بیان دے۔ آپ نے فرمایا جب یہ سچی
بات ہے کہ میں نے پیکٹ میں رقعہ ڈالا تھا۔ تو میں جھوٹ کیوں بولوں وہ
عیسائی بھی جانتا تھا کہ آپ جھوٹ نہیں بولیں گے اس لئے اس نے جج سے
کہدیا کہ آپ مرزا صاحب سے ہی پوچھ لیں۔ یہ اس بات کا اقرار کریں گے
کہ انہوں نے واقعہ میں پیکٹ میں رقعہ بند کیا تھا۔ اس کے اشارہ پر سپرنٹنڈنٹ
ڈاک خانہ جات نے بھی کہدیا کہ مدعا علیہ سے پوچھ لیا جائے کہ کیا اس نے
پیکٹ میں رقعہ بند نہیں کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے رقعہ ضرور
ڈالا ہے۔ لیکن وہ رقعہ اسی رسالے کے متعلق تھا۔ اور اس کی چھپوائی
کے متعلق بعض ہدایات دی گئی تھیں۔ کوئی الگ خط نہیں تھا۔ اور مجھے علم
نہیں تھا کہ ایسا کرنا جرم ہے۔

اس پر بحث شروع ہو گئی

اور سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات نے کہا کہ یہ لوگ قانون شکنی کے عادی
ہیں۔ اسے ضرور سزا دی جائے جج بھی انگریز تھا۔ سپرنٹنڈنٹ ڈاک
خانہ جات بھی انگریز تھا۔ اور رپورٹ کرنے والا بھی انگریز تھا۔ اور یہ سب
حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عیسائیت کا مقابلہ کرنے کی وجہ سے بغض
رکھتے تھے۔ لیکن پھر بھی باوجود سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات کے زور
دینے کے مجسٹریٹ نے کہا جس شخص نے عدالت میں سچ بولا ہے
میں اسے کوئی سزا نہیں دوں گا۔ چنانچہ اس نے آپ کو بری کر دیا۔ اس
نے کہا یہ خود ہی گواہ تھے لیکن پھر بھی اقرار کر رہے تھے۔ اس سے
زیادہ نیک نیتی اور کیا ہوگی۔ میں انہیں سزا نہیں دوں گا۔ پس

سچائی ہمیشہ دل کو موہ لیتی ہے

اور یہ عظیم الشان نیکیوں میں سے ہے لیکن جس طرح لوگ موت کو بھول جاتے
ہیں اسی طرح اسے بھی بھول جاتے ہیں باوجود اس کے کہ یہ ایک یقینی چیز ہے
آخر سچائی کس چیز کا نام ہے۔ سچائی میں تمہیں کوئی یہ نہیں کہتا کہ پہاڑ کو دو۔
دریا پار کرو۔ رات دن ورزش کرو۔ یا فلاں کتاب پڑھتے رہو سچائی
نام ہے اس چیز کا کہ تم "ہے" کو "ہے" کہہ دو اور "نہیں" کو "نہیں" کہہ دو۔
مثلاً ایک دیوار ہے سچائی کہتی ہے جب تم سے کوئی پوچھے کہ یہ کیا چیز
ہے؟ تو تم کہدو یہ دیوار ہے۔ اس میں نہ سائنس پڑھنے کی ضرورت ہے
اور نہ کسی غور و فکر کی ضرورت ہے۔ اور نہ کسی محنت کی ضرورت ہے۔
یا مثلاً کپڑا ہے۔ تمہارے پاس کوئی شخص آئے اور دریافت کرے کہ یہ
کیا ہے تو تم کہدو یہ کپڑا ہے۔ یا وہ کہے کہ یہ روشنی کس کی ہے تو تم کہہ
دو یہ روشنی سورج کی ہے۔ اور یہ بات ہر چھوٹا اور بڑا جوان اور
بوڑھا عالم اور جاہل کہہ سکتا ہے اس میں کسی محنت کی ضرورت نہیں
لیکن پھر بھی لوگ سچائی سے بھاگتے ہیں تم اکثر لوگ ایسے دیکھو گے جو
کسی وجہ یا بلا وجہ سچ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اب

دیکھنے والی بات یہ ہے

کہ صاف بات کیوں پوشیدہ ہو جاتی ہے اور جھوٹ کہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر اس چیز پر غور کیا جائے اور وقت پر اصلاح کر لی جائے تو یہ نقص دور ہو سکتا ہے۔ شروع میں جھوٹ بچوں میں آتا ہے۔ اور ماں باپ کے ذریعہ آتا ہے مثلاً بچہ لیٹا ہوا ہے اس کی آنکھیں کھلی ہوتی ہیں۔ اُٹھنا بیٹھنا اسے آتا نہیں ماں باپ سمجھتے ہیں کہ یہ کچھ سمجھتا نہیں وہ ماں کو دیکھ کر روتا ہے تو باپ ماں سے کہتا ہے تم اس کی نظر سے اوجھل ہو جاؤ تو یہ چپ کر جائے گا۔ بچہ جانتا ہے کہ فلاں عورت میری ماں ہے اور وہ اب چھپ گئی ہے وہ چپ کر جاتا ہے لیکن دراصل یہ جھوٹ ہوتا ہے اور ہے کو نہیں کہہ دیا جاتا ہے۔ اور بچہ سمجھتا ہے کہ ہے کو نہیں کہہ دینا اور نہیں کو ہے کہہ دینا بھی ایک فن ہے پھر جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے اور چلنے پھرنے لگ جاتا ہے تو ماں باپ سمجھتے ہیں کہ فلاں چیز کھانے سے بچہ کو بدہضمی ہو جائے گی اس لئے وہ پلیٹ چھپا لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں وہ چیز ختم ہو گئی۔ حالانکہ وہ الماری صندوق یا باورچی خانہ میں پڑی ہوئی ہوتی ہے بچہ جانتا ہے کہ وہ چیز چھپا لی گئی ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ

یہ بھی ایک فن ہے

کہ ہے کو نہیں اور نہیں کو ہے کہہ دیا جائے یا مثلاً ماں باہر گئی ہوتی ہے بچہ روتا ہے تو بہن بھائی اس کا دل بہلانے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ اماں آ رہی ہے۔ لیکن یہ بات واقعہ کے خلاف ہوتی ہے بچہ جانتا ہے کہ یہ بات درست نہیں اور سمجھتا ہے کہ یہ بھی ایک عمدہ ترکیب ہے کہ ہے کو نہیں کہہ دیا جائے اور نہیں کو ہے کہہ دیا جائے۔ پھر مذاق شروع ہو جاتا ہے۔ ماں باپ یا بہن بھائی مذاقاً ہے کو نہیں اور نہیں کو ہے کہہ دیتے ہیں اور بچہ سمجھتا ہے کہ ضرور تاً ہے کو نہیں اور نہیں کو ہے کہا جا سکتا ہے تم اسے گھوڑا دیتے ہو۔ اور پوچھتے ہو یہ کیا ہے تو وہ کہتا ہے یہ گھوڑا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ یہ اصلی گھوڑا نہیں لیکن تم اس سے نہیں کو ہے کہلوا رہے ہو۔ پس ماں باپ بچہ کو جھوٹ کی تربیت دیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح وقت گذر جائے گا۔ یا بچہ رو رہا ہے تو اس کا دل بہل جائے گا۔ لیکن بچہ کے دماغ میں گو لفظی طور پر جھوٹ نہیں آتا مگر وہ یہ سمجھتا ضرور ہے کہ تم نے نہیں کو ہے اور ہے کو نہیں کہہ دیا اور بڑے ہو کر اسے

جھوٹ کی عادت ہو جاتی ہے

اور جب وہ سمجھتا ہے کہ جھوٹ بولنے سے عارضی فائدہ ہو جاتا ہے تو وہ جھوٹ بولنے لگ جاتا ہے پھر غصہ، لالچ، محبت، اور خوف بھی جھوٹ میں ممد ہو جاتے ہیں۔ غصہ کی حالت میں جب انسان یہ دیکھتا ہے کہ اس کا دشمن طاقتور ہے اور وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تو وہ کہہ دیتا ہے یہ جھوٹ بولتا ہے یا وہ کسی پر افتراء کرتا ہے اور اسے گورنمنٹ پکڑ لیتی ہے تو وہ کہتا ہے میں نے تو ایسا نہیں کہا۔ اسی طرح لالچ ہے۔ انسان جب یہ دیکھتا ہے کہ فلاں چیز بڑی عمدہ ہے اور وہ چاہتا ہے کہ کاش وہ چیز میرے پاس ہو لیکن وہ اسے حاصل نہیں کر سکتا تو عدالت میں جا کر جھوٹ بول دیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ یہ چیز میری ہے۔ فلاں شخص نے زبردستی مجھ سے چھین لی ہے حالانکہ وہ خوب سمجھتا ہے کہ وہ چیز اس کی نہیں لیکن چونکہ بچپن میں اس نے یہ گر سیکھ لیا ہوتا ہے کہ

جھوٹ سے عارضی فائدہ ہو جاتا ہے

اس لئے وہ جھوٹ بول دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں بالکل اسی طرح کہہ رہا ہوں جس طرح میری ماں کہیں باہر گئی ہوتی تھی۔ اور بہن بھائی میرا دل بہلانے کے لئے کہہ دیتے تھے کہ وہ اماں آ گئی اگر ماں باپ کوئی چیز میرے لئے مضر سمجھتے تھے تو اسے چھپا لیتے تھے لیکن مجھے چپ کرانے کے لئے کہہ دیتے تھے کہ وہ چیز ختم ہو گئی ہے۔ پھر محبت ہے۔ محبت کا جذبہ بھی جب جوش میں آتا ہے تو انسان بعض اوقات جھوٹ بول جاتا ہے۔ اسی طرح خوف ہے خوف کی وجہ سے بھی انسان بعض اوقات سچائی کو ترک کر دیتا ہے اور جھوٹ بول دیتا ہے اگر جھوٹ کو نکال دیا جائے تو دنیا اتنی خوبصورت بن جاتی ہے کہ اس کی حد نہیں رہتی۔

میں جب دورہ پر آتا ہوں

تو دیہاتی لوگ تنازعات میرے پاس لے آتے ہیں۔ میں نہیں کہتا ہوں کہ یہ تنازعات انجمن میں لے جاؤ لیکن پھر بھی وہ لے آتے ہیں۔ اب فریقین میں سے ایک فریق ضرور جانتا ہے کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے فلاں نے میرے اتنے روپے دینے ہیں لیکن وہ دیتا نہیں تو یہ ایسی بات نہیں کہ اس کے لئے اجتہاد میں غلطی ہو گئی ہو۔ یا تو مدعی جھوٹ بول رہا ہوتا ہے کہ فلاں شخص نے میرے اتنے روپے دینے ہیں۔ حالانکہ اس نے روپے دینے نہیں ہوتے اور یا پھر مدعا علیہ نے روپے دینے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ جھوٹ بول دیتا ہے کہ میں نے اس کے روپے نہیں دینے۔ بہرحال دونوں میں سے ایک فریق ضرور جھوٹا ہوتا ہے اگر لوگ سچائی سے کام لیں تو سارے جھگڑے ختم ہو جائیں۔ یورپ میں ڈپلومیسی کے باوجود

سچائی کا وصف

پایا جاتا ہے۔ سو میں سے پندرہ آدمی ایسے ہوں گے جو جھوٹ بولیں گے۔ باقی عدالت میں صاف طور پر کہہ دیں گے کہ مدعی کا بیان سچا ہے اور جج فیصلہ کر دے گا۔ لیکن سچائی کو ترک کر دینے سے معاملہ پیچیدہ ہوتا جائے گا۔ پھر جس کے خلاف جھوٹ بولا جاتا ہے اس کے دل میں بدظنی پیدا ہو جاتی ہے اور آہستہ آہستہ وہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ سب لوگ برے ہیں قصور ایک شخص نے کیا ہوتا ہے لیکن وہ سمجھتا ہے کہ سارے لوگ ہی ایسے ہیں۔ اور جو شخص یہ سمجھے گا کہ ساری دنیا گندی ہے وہ خود بھی گندا ہو جائے گا۔ عیسائیت کو دیکھ لو۔ عیسائیت کہتی ہے بدی ایک فطری چیز ہے اس لئے کوئی عیسائی نیک بننے کی کوشش نہیں کر سکتا۔ اتفاقاً کوئی عیسائی نیک بن جائے تو یہ اور بات ہے ورنہ موجودہ عیسائیت کسی کو نیک نہیں بناتی۔ کیونکہ وہ کہتی ہے کہ بدی ایک فطری چیز ہے اور جو شخص فطرتاً گندہ ہے وہ نیک کس طرح بن سکتا ہے۔ ہاں جس عیسائی نے اپنے مذہب پر غور نہ کیا ہو اور اس کی غیرت سلامت ہو تو وہ باوجود عیسائیت کے نیک ہو جائے گا۔ لیکن اس کا نیک ہونا بوجہ عیسائیت کے نہیں ہو گا۔ پس تم سچائی کو اختیار کرو۔ تمہارے اندر اگر کوئی افسر ہے اور اس نے واقعہ میں اگر کسی سے کچھ وعدہ کیا ہے تو اس میں حرج ہی کیا ہے کہ وہ کہہ دے کہ میں نے فلاں سے یہ وعدہ کیا تھا۔ اسکا نتیجہ یہ ہو گا کہ اس کے سارے ماتحت یہ کہیں گے کہ اس سے غلطی ہو گئی ہے۔ اگر اس سے غلطی ہو گئی ہے تو کیا بات ہے لیکن جب وہ جھوٹ بولتا ہے تو ماتحت کہتا ہے کہ میں اسے ذلیل کر کے چھوڑوں گا۔ اسی طرح ہزار ہا اور دوسرے کاروبار بھی سچائی کو معیار قرار دے لیں تو اس کا اتنا اثر ہو گا کہ ہزار ہا لوگ صداقت کی طرف مائل ہو جائیں گے۔ میں نے بار ہا سنایا ہے کہ

جھنگ کے ایک دوست

مغلہ نامی احمدی ہو گئے۔ اتفاق سے وہ ربوہ کے قریب کے علاقہ کے ہی ہیں۔ جب وہ احمدی ہوئے تو انہیں بتایا گیا کہ ہمیشہ سچ بولا کرو۔ اس پر انہوں نے جھوٹ بولنا ترک کر دیا۔ ان کی قوم چور تھی اور دشمن کے جانور چرا لینا فخر کی بات سمجھتی تھی۔ مغلہ کے بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں کو جب یہ پتہ لگا کہ وہ احمدی ہو گیا ہے تو انہوں نے اس کے ساتھ کھانا پینا ترک کر دیا اور کہا کہ تم کافر ہو گئے ہو۔ اور ادھر لوگوں کو یہ پتہ لگا کہ مغلہ سچ بولنے لگ گیا ہے۔ جب اس کے بھائی کسی کے جانور چرا کر لاتے اور لوگ اکٹھے ہو جاتے تو وہ کہتے ہم قرآن اٹھا لیتے ہیں کہ ہم نے تمہارا مال نہیں چرایا۔ لیکن وہ کہتے

تمہاری قسم پر ہمیں اعتبار نہیں

مغلہ اگر کہہ دے کہ تم نے ہمارا مال نہیں چرایا تو ہم مان لیں گے۔ بھینسیں گھر میں آئی ہوئی ہوتی تھیں۔ وہ مغلے کی آنکھوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھیں۔ جب ان سے گواہی لی جاتی تو وہ کہہ دیتے کیا تم بھینسیں چرا کر نہیں لائے۔ بعض اوقات اُن کے بھائی انہیں مارتے اور اتنا مارتے کہ انہیں یقین ہو جاتا کہ اب مغلہ ان کے حق میں گواہی دے دیگا۔ چنانچہ وہ اسے باہر لاتے اور کہتے کیوں مغلے۔ کیا ہم نے انکی بھینسیں چرائی ہیں۔ وہ کہہ دیتے کہ جب تم نے بھینسیں چرائی ہیں تو میں کس طرح کہوں کہ تم نے بھینسیں نہیں چرائیں۔

انہوں نے مجھے خود بتایا کہ میں شروع میں بہانہ بنا دیا کرتا تھا کہ میں تو کافر ہوں۔ اور کافر کی گواہی کا اعتبار ہی کیا۔ لیکن وہ کہتے کہ تم کافر تو ہو لیکن تم سچ بولتے ہو۔

اس کا اتنا اثر ہوا

کہ سارا علاقہ یہ کہنے لگ گیا کہ احمدی کافر ہوتے ہیں لیکن سچ بولتے ہیں اور اس سے زیادہ مزیدار اور کیا چیز ہو گی کہ کوئی کہے تم کافر ہو۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق ہو۔ تم کافر ہو لیکن خدا تعالےٰ کے سچے عاشق ہو۔ تم کافر ہو لیکن

دین کے سچے خادم ہو

اور بڑھتے بڑھتے یہ چیز اس حد تک چلی جائے گی کہ دشمن کی اولاد کہے گی یہ کافر کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ تو خدا اور اس کے رسول کے سچے عاشق ہیں۔ ان کے ماں باپ بے شک تمہیں کافر کہتے جائیں لیکن جب تم اپنا نمونہ پیش کرو گے تو ان میں سے ہر ایک یہ ماننے لگ جائے گا کہ تم کچھ اور بن گئے ہو پس تم اپنے اندر

سچائی پیدا کرو

پھر باقی خوبیاں تم میں آسانی سے پیدا ہو جائیں گی۔

اذکروا موتاکم بالخیر۔ (حدیث نبوی)

جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی مرحوم آف کلکتہ

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

ہر انسان کے لئے موت مقدر ہے۔ مگر کتنا خوش قسمت ہے وہ انسان جس کا ذکر خیر اور نیک یاد اُس کی وفات کے بعد بھی لوگوں میں باقی اور زندہ رہے۔ اور بعد میں آنے والے اُس وفات یافتہ شخص کے اچھے اعمال کار ہائے خیر۔ صدقات جاریہ اور خوبیوں کا تذکرہ کرکے اُس کے حق میں بارگاہ رب العزت میں دُعائے خیر کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

"اذکروا موتاکم بالخیر"۔

کہ تم اپنے وفات یافتہ افراد کا اچھے رنگ اور اچھے پیرایہ میں تذکرہ کیا کرو۔ یعنی اُسکی خوبیوں اور اچھے اوصاف پر نظر رکھو۔ کیونکہ بے عیب خدا تعالیٰ کی مقدس ذات ہے۔ تاکہ معاشرہ میں ایک نیک اصلاحی جذبۂ خیر اور ولولۂ عمل پیدا ہو اور دوسروں کو بھی کار ہائے نیک کرنے کی تحریک ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متذکرہ بالا ارشاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی مرحوم کی بعض خوبیوں اور بعض کار ہائے خیر کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ جب مَیں ۱۹۶۲ء تا ۱۹۷۰ء کلکتہ میں بحیثیت مبلّغ اور خادم سلسلہ متعین تھا۔ تو مجھے تقریباً ۸ سال اُن کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اور میں نے اُن کی طرف سے واجبی اکرام و احترام کے ساتھ ہمیشہ سلسلہ کے کاموں اور تحریکات اور غرباء و مساکین کی امداد کے لئے جذبۂ تعاون و ہمدردی پایا۔

سیٹھ صاحب مرحوم نے غالباً ۱۹۱۸ء میں عین جوانی میں جب کہ اُن کی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ احمدیت کی نعمت کو پایا۔ اور پھر وفات تک عہد بیعت کو نہایت ہی خوش اسلوبی سے نبھایا۔ خلافت سے اُن کو سچّی عقیدت اور خلفاء کرام سے محبت و عشق تھا۔ اُن کی ہر تحریک پر بشاشت قلب سے لبیک کہنا وہ اپنے لئے اور اپنے اہل و عیال کے لئے موجب سعادت و برکت سمجھتے تھے۔ اسی وجہ سے عملی طور پر ہر تحریک سلسلہ میں اُن کا نمایاں حصّہ ہے۔ سلسلہ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے وہ وسعت قلبی اور فراخ حوصلگی کا اظہار فرماتے تھے۔ ربوہ میں کئی لاکھ روپیہ کے صرفہ سے مسجد اقصیٰ کی تعمیر بہترین صدقہ جاریہ ہے۔ جسکے افتتاح کی تقریب میں بھی شمولیت کا شرف حاصل ہوا۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی دعاؤں اور خوشنودی سے مشرف ہوئے۔

درویشان قادیان کے متعلق اُن کا انداز فکر بہت ہی قابل قدر تھا۔ جس کا اظہار انہوں نے کئی مرتبہ میرے سامنے کیا۔ کہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہندو پاکستان کے وقت جب قادیان کا مقدس مرکز ہندوستان میں رہ گیا تو اُس وقت اِس مرکز کی آبادی اور سلسلہ کی خدمت کے لئے ضروری تھا۔ کہ مَیں اور میری اولاد جاکر وہاں رہتی اور یہ خدمت بجا لاتی۔ مگر اپنی کاروباری اور مجبوریوں کی وجہ سے نہ میں خود قادیان میں رہ سکا۔ اور نہ ہی میری اولاد میں سے کوئی۔ اس لئے مَیں دیانتداری سے یہ سمجھتا ہوں۔ کہ میرے وہ درویش بھائی جو اُس وقت اپنے عزیز و اقارب کاروبار اور ملازمتوں کو چھوڑ کر اور اپنی خواہشات و جذبات کو قربان کر کے اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد و تحریک پر اُن پُر خطر ایام میں مرکز قادیان میں دھونی رما کر بیٹھ گئے۔ وہ در اصل میری طرف سے یہ ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ میرا فرض تھا۔ کہ میں اور میری اولاد مرکز میں جاکر رہتی اور اُسے آباد رکھتی۔ اِس لئے اب میں نے اپنی زندگی کا نصب العین قرار دے لیا ہے کہ میں اپنے درویش بھائیوں کا جو قادیان میں مقیم ہیں۔ ہر طرح خیال رکھوں گا۔ اور اُن کی ضروریات کو حتی الوسع پورا کرنے میں مدد دونگا۔ اور مرکز سلسلہ کے استحکام اور تبلیغی و تربیتی پروگراموں کے جاری رکھنے میں حتی المقدور نظام سلسلہ سے تعاون کرتا رہونگا۔ چنانچہ اِس انداز فکر اور نیک جذبہ کے تحت وہ درویشان کرام کی ضروریات کا خیال رکھتے۔ اُن کے لئے گندم اور بعض اوقات پارچات وغیرہ کا انتظام بھی کرتے۔ اور اِن جملہ ضروریات کا اہتمام نظام سلسلہ کے تابع رہ کر محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت قادیان اور مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ کرواتے تھے۔

اِس نیک جذبہ اور انداز فکر کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے بھی اُن کو نوازا اور اُن کے کاروبار میں غیر معمولی برکت دی۔ اور پھر آمد کے ساتھ ساتھ انفاق فی سبیل اللہ کے لئے بشاشت قلبی بھی عطا فرمائی تھی۔ اُن کو اس امر پر بھی خوشی تھی۔ کہ اُن کے اہل و عیال اِس نیک جذبہ میں نہ صرف ممد و معاون ہیں۔ بلکہ اُن کا طرز عمل حوصلہ افزاء ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے۔ کہ یہ سب میرے اہل و عیال کی قادیان کی رہائش کی برکت اور وہاں کی تعلیم و تربیت کا خوشکن ثمرہ اور نتیجہ ہے۔

ہمارے ایک مرحوم درویش بھائی قریشی محمد یونس صاحب اسٹم پیٹ میں کینسر کے مرض میں مبتلا تھے مرکز نے مجھے لکھا کہ میں کلکتہ میں کوئی ایسا ہسپتال دیکھوں جہاں کینسر کا علاج ہوتا ہو۔ تاکہ اُس مرحوم درویش کو علاج کے لئے وہاں داخل کروایا جاسکے۔ میں نے حصول معلومات کے لئے بر سبیل تذکرہ مرحوم سیٹھ بانی صاحب سے مرکز سے آمدہ چٹھی کا ذکر کیا۔ تو فرمانے لگے۔ کہ یہاں تو کوئی ایسا ہسپتال نہیں۔ جس میں کینسر کا خاطر خواہ علاج ہو سکے۔ ہاں البتہ بمبئی اور لاہور میں ہے۔ آپ میری طرف سے مرکز میں لکھ دیں۔ کہ ہمارے اِس درویش بھائی کو جس ہسپتال میں بھی سہولت سے داخلہ مل سکے جلدی بغرض علاج داخل کروا دیا جائے۔ اِن کے علاج کے جملہ اخراجات مَیں ادا کرونگا۔ خواہ ایک لاکھ ہوں یا دو لاکھ۔ کیونکہ ایک درویش کی زندگی بڑی قیمتی ہے ــ صرف اتنا کہا ہی نہیں بلکہ کئی ہزار روپیہ فوری طور پر اس غرض کے لئے مرکز میں بھجوا دیا۔ چونکہ مرحوم درویش کی بیماری آخری مرحلہ پر تھی۔ مرکز اُن کو کسی ہسپتال میں داخل نہ کروا سکا۔ اسی دوران میں سیٹھ بانی صاحب مرحوم ایک دو دن کے لئے قادیان تشریف لے گئے گرمیوں کے ایام تھے عیادت کے لئے اُس مرحوم درویش کے گھر پہنچے۔ گرمی کے موسم کے پیش نظر مریض درویش کے لئے مناسب اشیاء ضروریہ کا انتظام کروایا۔ کلکتہ واپس آنے کے بعد جب اُس درویش کی وفات کا علم ہوا۔ تو وہ رقم جو علاج کے لئے مرکز بھجوائی تھی۔ مرحوم کے اہل و عیال کے خرچ کے لئے مرکز کے سپرد کر دی۔ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سیٹھ صاحب مرحوم کے دل میں درویشان کرام کے لئے کس قدر محبت و خلوص کے جذبات تھے۔

درویشان کرام کے علاوہ جماعت میں غرباء و مساکین کی امداد کا بھی خیال رکھتے۔ بعض قابل امداد احمدی بھائیوں اور بہنوں کو مستقل امداد دیتے تھے۔ جب میں کسی علاقہ کے دورہ پر جاتا۔ تو مجھ سے فرماتے۔ کہ اگر کسی جماعت میں کوئی احمدی مرد یا عورت یا بچہ ایسا ہو جو بے سہارا ہو۔ اور قابل امداد ہو۔ تو اُسکے کوائف سے مجھے اطلاع دیں۔ تاکہ میں اپنے اُس عزیز کی کوئی خدمت کر سکوں۔ اور آپ کا مجھ پر یہ احسان ہوگا۔ اور جب میں کسی فرد مستحق کے بارے میں معلومات مہیا کر کے امداد کی سفارش کرتا تو بخوشی اُس کی مدد فرماتے۔

ہر رمضان المبارک کی آمد پر مجھ سے یہ خواہش کرتے کہ میں کلکتہ اور بنگال و اڑیسہ کے قابل امداد افراد کی فہرست اور کوائف تیار کر کے اُن کو دے دوں۔ اور پھر وہ اُس فہرست کے مطابق میرے ذریعہ اُن افراد کو پارچات کی امداد دیتے اور دُور رہنے والوں کو بذریعہ پارسل پارچات بھجوا دیتے۔

۱۹۶۲ء میں کلکتہ میں جماعت کی نئی پختہ مسجد تعمیر ہو چکی تھی۔ مبلغ کے لئے کوارٹر بھی بن چکا تھا۔ میں ماہ جون میں مدراس سے تبدیل ہو کر کلکتہ پہنچا۔ میں نے احباب جماعت میں تحریک کی کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایک خوبصورت مسجد کے تعمیر کرنے کی توفیق تو عطا فرما دی ہے اب اس کی آبادی کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ جو احباب مسجد سے دور رہائش پذیر ہیں۔ اُن میں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے سہولت دی ہے۔ وہ دن میں کم از کم ایک نماز باجماعت یہاں آکر ادا کیا کریں۔ چنانچہ میری اس تحریک پر مرحوم سیٹھ بانی صاحب نے یہ معمول بنالیا کہ شام کو اپنی دوکان بند کر کے اپنے بچوں کے ہمراہ سیدھے مسجد میں آتے اور عشاء کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد گھر کو جاتے۔ ہر اتوار کو درس القرآن کی مجلس میں اور

(باقی ملاحظہ کیجئے صفحہ ۱۲ پر)

خَاتَمُ النَّبِیّٖن کے معنی پر ایک اُصولی بحث

از مکرم مولوی صدیق اشرف علی صاحب مولوی فاضل موگرال (کیرالہ)

قرآن کریم میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ
رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ
خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ (سورہ احزاب)

یعنی محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

بعض لوگ یہ غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ احمدی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے حالانکہ یہ سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”مجھ پر اور میری جماعت پر جو الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراء عظیم ہے ہم جس قوت اور یقین اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی وہ لوگ نہیں مانتے“

(الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۵ء)

جہاں تک خاتم النبیین کے معنی کا تعلق ہے غیر احمدی اس کے معنی آخری نبی کے کرتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

مگر احمدی خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی مہر کے کرتے ہیں اور اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں آپ تمام نبیوں سے افضل ہیں اور یہ کہ جملہ کمالات نبوت آپ میں پورے ہو چکے ہیں۔ احمدیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان معنوں کی رو سے آئندہ کوئی شخص بغیر آپ کی کامل پیروی کے اور بغیر آپ کی تصدیق کے نبوت کے مقام پر فائز نہیں ہو سکتا۔

آیئے ہم دیکھیں ان دو معنوں میں سے کون سے معنی حقیقتاً درست اور قابل قبول ہیں۔

(۱)

سو پہلی بات جو ہمیں مدنظر رکھنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ یہ آیت قرآن کریم میں وارد ہوئی ہے۔ قرآن اوّل تا آخر خدا کا کلام ہے اور ایک کامل اور مکمل شریعت ہے جس میں بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے ہر قسم کے سامان موجود ہیں۔ چنانچہ جب ہم قرآن کریم پر غور کرتے ہیں تو ہمیں دکھائی دیتا ہے کہ وہ ایسے امور کو جو ایمانیات سے تعلق رکھتی ہیں اور جن پر ایمان لانا ایک مسلمان کیلئے ضروری ہیں نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے اور اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ مثال کے طور پر توحید کو لے لیجئے ہر کوئی جانتا ہے توحید پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ اب یہ ایسی واضح حقیقت ہے کہ اس کے لئے بظاہر زیادہ تشریح کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن ایسا نہیں خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں توحید کے مسئلہ کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

یہی طریق دیگر ایمانیات کے معاملہ میں قرآن نے اختیار کیا ہے۔ توحید کے بعد ایمانیات میں ایک اہم مقام نبوت کو حاصل ہے۔ سو اس کا ذکر بھی قرآن کریم نے بیشتر مقامات پر کیا ہے۔ بلکہ قرآن کے مطالعہ کرنے والے شخص کو معلوم ہوگا کہ بہت کم ایسی سورتیں ہیں جن میں انبیاء کرام کا یا نبوت کا ذکر نہ کیا گیا ہو۔ قرآن کریم نے تفصیل سے یہ بات بیان کی ہے کہ کس طرح نسل انسانی میں سلسلہ نبوت کی ابتداء ہوئی اور کس طرح کسی قوم یا ملک میں نبی کی ضرورت محسوس کی گئی اور کس طرح عین وقت میں خدا تعالیٰ نے اس قوم میں نبی مبعوث کیا اور پھر اس قوم نے اس نبی سے کیا سلوک کیا وغیرہ وغیرہ۔

پس اگر خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہوتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئندہ کسی قسم کا نبی دنیا میں نہ آ سکتا تو قرآن اس کا ذکر نہایت وضاحت کے ساتھ کرتا کیونکہ قرآن سے پتہ لگتا ہے انبیاء علیہ السلام کا مبعوث کرنا خدا تعالیٰ کی قدیم سنت ہے آدم علیہ السلام سے لیکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک اس نے کئی نبیوں کو دنیا میں بھیجا (ایک حدیث کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی دنیا میں آئے) آپ کے بعد اگر خدا تعالیٰ نے کبھی کوئی نبی بنا کر بھیجنا نہ ہوتا اور اپنی قدیم سنت میں تبدیلی کرنا چاہتا تو ضرور تھا کہ قرآن کریم اس کا ذکر واشگاف الفاظ میں کرتا۔ کیونکہ آئندہ نبی نہ آنے کا مطلب تو یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کی سنت مستمرہ میں ایک انقلابی تاریخی واقع ہونے والی ہے۔

لیکن ہمارا چیلنج ہے کہ قرآن میں ایک آیت بھی اس مطلب کی موجود نہیں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔ اور خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں۔

اگرچہ بار ثبوت ہمارے ذمہ نہیں لیکن ہم قرآن کریم کی متعدد آیتوں سے ہمیشہ یہ ثابت کرتے چلے آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی وہ قدیم سنت اب بھی جاری ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کے نتیجہ میں ایک شخص غیر تشریعی نبوت کے مقام پر سرفراز ہو سکتا ہے۔ جہاں تک شریعت کا تعلق ہے قرآن کریم کے ذریعہ شریعت مکمل ہو چکی ہے جس کیلئے نص صریح اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ.... الآیۃ موجود ہے۔

دوسری چیز جو ہمیں قرآن کریم کے اسلوب بیان پر غور کرنے پر نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کریم ایک ہی بات کو مختلف جگہوں پر مختلف پیرایوں میں بیان کرتا ہے اور ایک جگہ بیان کی گئی بات کی تشریح دوسری جگہ بیان کی گئی بات سے کرتا ہے تاکہ لوگوں کو قرآن کریم کے مطالب سمجھنے میں آسانی ہو۔ اس طرح ہمیں قرآن کریم کی مختلف آیتوں میں باہم ایسا ربط نظر آتا ہے گویا وہ سب آیتیں ایک ہی زنجیر کی کڑیاں ہیں۔ جن کو ایک دوسرے سے کبھی الگ نہیں کیا جا سکتا۔ پس اگر ہم قرآن کریم کی کسی آیت کا غلط ترجمہ کریں تو دوسری آیتیں ہمارے ان معنوں کو رد کر دیں گی۔ دوسرے لفظوں میں قرآن کریم کی ہی مدد سے ہم اس کی آیتوں کا صحیح مطلب اخذ کر سکتے ہیں۔

میں نے جو بات اوپر بیان کی ہے وہ محض اپنے قیاس بیان نہیں کئے بلکہ قرآن کریم خود اپنی اس صفت کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابًا
مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ۔ (سورہ زمر آیت ۲۴)

یعنی اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے ایسا اچھا کلام نازل کیا ہے جو باہم نہایت متشابہ بھی ہیں اور ایک ہی چیز کو دہرا دہرا کر بیان کرنے والا بھی ہے۔

اب دیکھئے خدا تعالیٰ اس چیز کو قرآن کریم کی خوبی قرار دیتا ہے کہ وہ ایک ہی بات کو الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ نئے رنگ میں دوسری جگہ بیان کرتا ہے اور اس سے جہاں ایک نیا مضمون پیدا کرتا ہے وہاں پر ایک جگہ بیان کی ہوئی بات کی دوسری جگہ بیان کی گئی بات سے تائید کرتا ہے۔ اس طرح ایک آیت دوسری آیت کے مؤید و معاون بن جاتے ہیں۔ اور اس بات کے نگہبان بن جاتے ہیں کہ ان آیتوں کا صحیح مطلب ہی اخذ کیا جائے۔

صحیح بخاری میں اس آیت کی تفسیر میں یہ الفاظ بیان کئے گئے ہیں۔ يُشْبِهُ بَعْضُهُ بَعْضًا فِي التَّصْدِيْقِ۔ یعنی متشابہا کے معنی یہ ہیں۔ قرآن کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تصدیق کرنے میں متشابہ ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے بھی ان ہی معنوں کو لیا ہے۔ (درّ منثور جلد ۵ صفحہ ۳۲۵)

حضرت سعید ابن زبیر نے اس کے معنی یہ کئے ہیں يُفَسِّرُ بَعْضُهُ بَعْضًا یعنی قرآن کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تفسیر کرنے والا ہوگا۔ (درّ منثور جلد ۵ صفحہ ۳۲۵)

جب ہم اس اصول کے تحت خاتم النبیین کے معنی پر غور کرتے ہیں تو ہمیں صاف دکھائی دیتا ہے کہ اس کے معنی آخری نبی کے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ قرآن کریم کی متعدد دوسری آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی آ سکتے ہیں اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہوتے جیسا کہ غیر احمدی لوگ خیال کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ قرآن کریم میں ہرگز ایسی آیتیں شامل نہ کرتا جس سے ثابت ہوتا ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ ہی کی پیروی کے نتیجہ میں آئندہ بھی نبی آ سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہو تو یہ ماننا پڑیگا کہ قرآن کریم میں متضاد آیتیں موجود ہیں جو درست نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ
كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا
فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۔

(سورۃ النساء آیت ۸۲)

یعنی کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں متضاد باتیں کثرت سے دیکھتے۔

یعنی خاتم النبیین کے ایسے معنی کرنا جس سے قرآن میں تضاد ثابت ہو ہرگز جائز نہیں۔

تیسری بات جو بطور اصول قرآن کریم میں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کریم نے اس نظریہ کو نہ کبھی پہلے صحیح قرار دیا ہے اور نہ اب قرار دیتا ہے کہ لوگ یہ کہنے لگ جائیں کہ فلاں نبی کے بعد خدا تعالیٰ اب کسی کو نبی بنا کر نہیں بھیجے گا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ حَتَّى إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا

(سورہ مومن آیت ۳۴)

یعنی جب یوسف علیہ السلام بینات لے کر آئے تم اس کا انکار کرتے رہے اور شک کرتے رہے یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو گیا تو تم نے کہنا شروع کر دیا کہ اس کے بعد کوئی نبی آئے گا۔ اسی طرح ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا۔ (سورہ جن آیت ۸)

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر کچھ لوگ اپنی قوم کے پاس پہنچے اور انہوں نے اپنی قوم سے کہا (تمہاری طرح وہاں کے لوگ بھی اس غلط عقیدہ پر قائم تھے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اور جب ہم اس آیت کو قرآن کریم کی اس آیت کے ساتھ ملا کر دیکھتے ہیں جس میں خدا تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔ مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ۔ (سورہ حم آیت ۴۴) یعنی تیرے بارے میں بھی لوگ وہی کچھ کہیں گے جو تجھ سے پہلے نبیوں کے بارے میں کہے گئے تھے تو آج مسلمان یہ کہہ کر کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ قرآن کی اس پیشگوئی کو پورا کر رہے ہیں۔

جو عقیدہ حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت میں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں صحیح نہیں تھا وہ آج کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

(۲)

خدا تعالیٰ تو ان معنوں کو صحیح قرار نہیں دیتا جو خاتم النبیین کے غیر احمدی کرتے ہیں اب دیکھیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے کیا معنی کرتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کے بعد قرآن کے معنی سب سے زیادہ آپ کو ہی معلوم ہو سکتے ہیں۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔

"اطمئن یا عم فانک خاتم المهاجرین فی الهجرة کما انا خاتم النبیین فی النبوة"

(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۷۸)

یعنی اے چچا آپ مطمئن رہیے آپ اسی طرح خاتم المہاجرین ہیں جس طرح میں خاتم النبیین ہوں۔

ایسا ہی آپ نے ایک موقعہ پر حضرت علیؓ سے فرمایا۔

"انا خاتم الانبیاء وانت یا علی خاتم الاولیاء۔"

(تفسیر صافی زیر آیت خاتم النبیین)

یعنی اے علیؓ میں خاتم الانبیاء ہوں اور تو خاتم الاولیاء ہے۔

اب دیکھئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خاتم کے لفظ کو آخر کے معنی میں استعمال نہیں کیا بلکہ افضل کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

(۳)

تیسری چیز جو قرآن کریم کی کسی آیت کے ترجمہ کرتے وقت مدنظر رکھنی چاہیئے وہ عربی لغت ہے کیونکہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ اب کسی آیت کے ایسے معنی کرنا جس کو لغت صحیح قرار نہ دیتا ہو ہرگز جائز نہیں سو جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ عربی زبان میں خاتم کے معنی کیا ہیں تو ہمیں پتہ لگتا ہے اس کے معنی عربی میں مُہر کے ہیں۔ نیز جب یہ لفظ (خاتم) کسی جمع کے صیغہ کی طرف مضاف ہو کر آئے۔ اس کے معنی اس جنس میں سب سے افضل کے ہوتے ہیں۔ جیسے خاتم المهاجرین۔ خاتم المحدثین۔ خاتم الفقہاء وغیرہ۔

خاتم کا لفظ (ت کی فتح سے) جب وہ کسی جمع کی صیغہ کی طرف مضاف ہو کبھی بھی آخری کے معنی میں استعمال نہیں ہوا۔ اور ہمارا غیر احمدی علماء کو چیلنج ہے کہ وہ عربی زبان کا کوئی مستعمل محاورہ پیش کریں جس میں خاتم کا لفظ کسی جمع کے صیغہ کی طرف مضاف ہوا ہو اور اس کے معنی آخری کے ہوئے ہوں اب قارئین کرام غور فرمائیں کہ کسی آیت کا وہ ترجمہ کرنا جو خود عربی زبان کے محاورہ کے خلاف ہو کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

(۴)

چوتھے نمبر پر کسی آیت کے معنی معلوم کرنے کیلئے ہمیں سلف صالحین کے اقوال کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اگرچہ مقدم الذکر تین گواہی کے مقابل پر ان کی گواہی قابل تعمیل نہیں ہو سکتی لیکن اگر ان کے اقوال بھی تین گواہیوں کی تائید میں واقع ہوں تو ان کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ میں یہاں پر صرف تین بزرگان امت کے اقوال درج کرتا ہوں۔

(۱)۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

"قولوا انه خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعده۔"

(تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵ نیز درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴)

یعنی اے لوگو تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء تو بے شک کہو مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آئیگا۔

(۲)۔ حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

"قوله خاتم النبیین، اذ المعنی انه لا یأتی بعده نبی ینسخ ملته ولم یکن من امته۔"

(موضوعات کبیر صفحہ ۵۸-۵۹)

یعنی خاتم النبیین کے معنی تو یہ ہیں کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپکا امتی نہ ہو۔

(۳)۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں:۔

"عوام کے خیال میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تأخر زمانی میں بالذات کوئی فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔"

(تحذیر الناس صفحہ ۳)

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔"

(مناظرہ عجیبہ صفحہ ۱۴۴)

بقیہ صفحہ ۶

دوسری جماعتی تقریبات میں باقاعدگی سے خود بھی شریک ہوتے اور اپنے افراد خاندان کو بھی ہمراہ لاتے۔ مسجد کی ضروریات کو بھی خندہ پیشانی سے پورا کرتے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی مرحوم کو ۱۹۶۳ء میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ممبر مقرر فرمایا۔ اور وہ اپنی وفات تک صدر انجمن احمدیہ کے ممبر رہے اسی طرح کلکتہ کی مقامی جماعت کے ذمہ دار عہدوں پر بھی کئی سال تک فائز رہے۔ جماعتی معاملات میں اُن کا مشورہ اور رائے بھی بہت ہی مفید اور نتیجہ خیز ہوتی تھی۔

۱۹۷۱ء میں اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو حج بیت اللہ کی سعادت عطا فرمائی۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے انہوں نے خاکسار کو بمبئی میں محبت بھرے خطوط لکھے۔ جس میں سفر حج کے ایمان افروز حالات تھے۔ اور میرے لئے خاص الخاص دُعاؤں کا ذکر تھا۔ اِن پُرخلوص دُعاؤں کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے خاکسار کو بھی ۱۹۷۳ء میں حج بیت اللہ کی سعادت و توفیق عطا فرمائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مرحوم سیٹھ صاحب ۱۹۷۱ء میں ہی اپنے عزیزوں سے ملاقات کے لئے پاکستان چلے گئے تھے۔ باوجود خواہش و تمنا کے پھر ہندوستان واپس نہ آسکے۔ بالآخر ۲۰؍ دسمبر ۱۹۷۴ء بروز جمعہ کراچی میں فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اُن کی نعش کو ربوہ لایا گیا اور ۲۲؍ دسمبر ۱۹۷۴ء کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے ارشاد سے بہشتی مقبرہ ربوہ کے قطعہ صحابہؓ میں تدفین عمل میں آئی۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم سیٹھ صاحب کی مغفرت فرمائے اور اُن کی خدمات دینیہ کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مدارج عطا فرمائے اور آپ کے اہل وعیال کا حافظ و ناصر ہو اور اُن کو بھی نیکیوں کے حصول۔ اور خدمات دینیہ بجالانے اور غرباء و مساکین کی امداد کرنے کے معاملہ میں اپنے والد مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

درخواست دُعا

میری بھتیجی محمودہ بیگم صاحبہ بنت مولوی محمد حشمت اللہ صاحب کی صحت ٹھیک نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ اُن کو ایک لمبے عرصہ کے بعد اولاد دے رہا ہے احباب جماعت سے عزیزہ مذکور کی صحت اور خیر و خوبی کے ساتھ زچگی ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے عزیزہ نے درویش فنڈ میں پانچ روپیہ چندہ دیا ہے۔

خاکسار محمد رحمت اللہ سکریٹری مال چندہ پور۔

جزائر انڈیمان میں تبلیغ احمدیت

بقیہ صفحہ اوّل

کا فیصلہ کیا تھا جو ایک عیسائی پادری مارٹن کلارک کی طرف سے دائر ہوا تھا۔ اس علاقہ میں چیف کمشنر متاثر ہو کر انہوں نے ۱۹۱۸ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کی خدمت میں درخواست کی کہ گورنمنٹ سکول پورٹ بلیئر میں بطور ہیڈ ماسٹر کام کرنے کے لئے کسی مخلص قابل احمدی کو بھجوائیں چنانچہ حضور اقدس رضؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ایک صحابی نو مسلم حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب (سابق مہر سنگھ) کو انڈیمان کے لئے روانہ فرمایا۔ آپ نے پورٹ بلیئر میں آکر سکول کا چارج لیا۔ یہاں سے تبلیغی سلسلہ کا آغاز ہوا۔ چند ہفتوں میں ہی اللہ تعالیٰ نے سعید روحوں کو قبول احمدیت کی توفیق عطا فرمائی۔

سب سے پہلے مکرم عبدالسبحان صاحب نے بیعت کی تھی جو اب بھی بقیدِ حیات ہیں۔ ان کی ایک بیٹی مکرم جناب نذیر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ انڈیمان کی زوجیت میں ہیں۔ مکرم نذیر احمد صاحب کے والد مکرم خدا بخش صاحب مرحوم اس علاقہ میں بہت بڑے بزرگ تھے۔ انہوں نے بھی ابتدائی زمانہ میں بیعت کی تھی۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت سے جماعت بڑھتی رہی اور ۱۹۳۱ء میں جماعت نے اپنی ایک مسجد بھی تعمیر کر لی۔

بعد میں حالات کی ناسازگاری اور دوسری جنگِ عظیم اور انڈیمان میں جاپان کی یورش نیز دوسری روکاوٹوں کی وجہ سے تبلیغی سلسلہ میں روکاوٹ پیدا ہو گئی۔ ۱۹۶۶ء کے اواخر میں چند مہینوں کے لئے مکرم مولانا محمد ابو الوفا صاحب مبلغ کیرلہ یہاں تشریف لائے۔ آپ کی تبلیغی مساعی سے تین چار افراد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔

اس کے بعد نظارت نے خاکسار اور مکرم مولوی عبدالسلام صاحب کو ان جزائر میں تبلیغ کی غرض سے عارضی طور پر بھیجا۔

تبلیغی سرگرمیاں یہاں پہنچنے کے بعد ہم نے مختلف شعبۂ زندگی کے ساتھ تعلق رکھنے والوں سے ملاقاتیں کیں، اور احمدیت کا تعارف کرایا اور مخالفوں کی طرف سے پیدا کی گئی مختلف غلط فہمیوں کے ازالہ کی کوشش کی۔

پبلک جلسے انڈیمان میں غیر احمدیوں خصوصاً جماعت اسلامی کی طرف سے منعقد کئے جانے والے مختلف جلسوں میں عامۃ المسلمین میں جماعت احمدیہ کے خلاف غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس لئے عوام کی بڑی خواہش تھی کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے بھی یہاں جلسے منعقد کئے جائیں تاکہ احمدیوں کے عقائد اور خیالات کا بھی انہیں علم ہو۔ لیکن ابھی تک یہاں کوئی پبلک جلسہ جماعت کی طرف سے نہیں ہوا تھا۔ اب خدا تعالیٰ نے اس کے لئے موقعہ فراہم فرمایا۔

چنانچہ ہمارا پبلک جلسہ مورخہ ۸ رجون کو بعد نماز مغرب Bambooflat جزیرے میں منعقد ہوا۔ یہ جزیرہ پورٹ بلیئر سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور پورٹ بلیئر سے بذریعہ موٹر بوٹ ہی آمد و رفت ہو سکتی ہے۔ اس جزیرے میں صرف تین احمدی رہتے ہیں۔ اور اسی جگہ جماعت اسلامی کا مرکز ہے۔ اس جلسہ کے متعلق بڑے Wall Poster کے ذریعہ اس علاقہ میں تشہیر کی گئی۔

خدا کے فضل سے جلسہ شروع ہونے سے بہت پہلے ہی کثیر تعداد میں لوگ مختلف اور دور دور علاقوں سے آکر جمع ہونے لگے۔ اس جلسہ کے انعقاد میں یہاں کے تین مخلص احمدی مکرم محمد طاہر صاحب مکرم ماسٹر عبدالحق صاحب اور مکرم کنجی احمد صاحب نے بھرپور تعاون فرمایا۔ جزاہم اللہ۔

مکرم نذیر احمد صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت خاکسار کی تلاوت کے ساتھ جلسہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے مکرم محمد طاہر صاحب سکریٹری تبلیغ نے جماعت احمدیہ کا تعارف کراتے ہوئے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کے عقائد بیان کئے۔

اس کے بعد خاکسار نے موجودہ زمانہ کے حالات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد ظہور امام مہدیؑ کے زمانہ کی علامات و دیگر مختلف امور کے بارے میں تقریر کی یہ تقریر تقریباً ۲½ گھنٹے تک جاری رہی۔ ۹ بجے کے قریب یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

دوسرے دن بھی ہمارا جلسہ عام مکرم مولوی عبدالسلام صاحب فاضل کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ مکرم محمد طاہر صاحب کی تقریر کے بعد خاکسار نے وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں تفصیل سے ذکر کیا۔ یہ تقریر بھی ۲½ گھنٹے تک جاری رہی۔

ہمارا پروگرام صرف دو روز کا تھا۔ لیکن سنجیدہ مسلم دوستوں اور غیر مسلم معززین کی یہ خواہش تھی کہ اس جلسہ کو جاری رکھا جائے اور بند نہ کیا جائے۔ چنانچہ اُنکی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ہمارا جلسہ ایک روز اور بڑھا دیا گیا۔ چنانچہ تیسرے روز بھی مکرم نذیر احمد صاحب کی زیر صدارت ہمارا جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ شروع ہونے سے قبل سٹیج پر ایک لفافہ آیا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی بن باپ پیدائش کے بارہ میں ایک سوال تھا۔ اس کا مکرم محمد طاہر صاحب نے تسلی بخش رنگ میں جواب دیا۔ اس کے بعد خاکسار نے ۲½ گھنٹے تک ختم نبوت کی حقیقت اور اجرائے نبوت کے متعلق تقریر کی۔ خدا کے فضل و کرم سے باوجود برسات کے لوگ ذوق و شوق سے جلسہ میں شریک ہوئے۔ اور لوگ چھتریاں پکڑ کر تا اختتام جلسہ کھڑے رہے۔ سٹیج کے سامنے تین سو کے قریب لوگ بیٹھے تھے۔ اس کے علاوہ دور دور تک لوگ پھیلے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

جب ہمارا جلسہ ختم ہونے کو تھا ایک زیر تبلیغ دوست نے سٹیج پر آکر یہ درخواست کی کہ وہ بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اُسی وقت بذریعہ لاؤڈ سپیکر شرائط بیعت سُنائی گئیں۔ اور اُن کی بیعت کا اعلان کیا گیا۔

جوں ہی ہمارے جلسہ کی برخواستگی کا اعلان کیا گیا مجمع میں سے ایک شخص نے سٹیج پر آکر ہمارے لاؤڈ سپیکر سے یہ اعلان کیا کہ اگلے تین دن جماعت اسلامی کی طرف سے جوابی تقریروں کا سلسلہ شروع کیا جائے گا۔

غیر احمدیوں کی طرف سے جوابی جلسے

مورخہ ۱۱ رجون سے جماعت اسلامی کے زیر اہتمام جوابی جلسوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ ہم اپنی تقریروں میں صرف اپنے مثبت دلائل پیش کرتے رہے تھے کسی پر کسی قسم کا حملہ نہیں کیا تھا لیکن غیر احمدی جلسہ میں بجائے ہمارے پیش کردہ دلائل کا قرآن و احادیث کی روشنی میں جواب دینے کے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذاتِ اقدس پر رکیک حملے کئے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے حوالوں سے سیاق و سباق کو توڑ مروڑ کر اقتباسات سنائے جاتے رہے۔ یہ اقتباسات حضور اقدسؑ کی اصل کتب میں سے پڑھ کر نہیں سُناتے تھے۔ بلکہ مخالفوں کی کتابوں میں درج کتر بیونت شدہ حوالہ جات ہی پیش کئے تھے۔ جب ان کے مسلسل چند دن کا پروگرام غیر ارادی لمبا ہو گیا۔ تو ہم نے بعض معززین کے ذریعہ توجہ دلائی کہ ہمیں جواب دینے کا موقعہ دیا جائے۔ اور جلسوں کے ایام کو محدود رکھا جائے۔

چنانچہ ۱۵ تاریخ کے ان کے جلسہ میں ہمیں جواب دینے کا چیلنج کیا گیا۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے جوابی جلسے

ہماری طرف سے مورخہ ۱۶، ۱۷ اور ۱۸ تاریخوں میں جوابی جلسے منعقد ہوئے۔ پہلے دن خاکسار نے غیر احمدی مولویوں کے اعتراضات اور الزام تراشیوں کا جواب دیا۔ یہ تقریر تقریباً ۲½ گھنٹے تک رہی۔ جب مخالفوں نے دیکھا کہ اس تقریر کا لوگوں پر اثر ہو رہا ہے اور ان کے پیدا کردہ ہتھکنڈے بیکار ہو رہے ہیں تو جلسہ میں گڑبڑ کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ چنانچہ چار چار پانچ پانچ افراد مل کر تقریر کے دوران شور مچانے اور آوازے کسنے لگے اور زور زور سے قہقہہ مار کر تنگ کرتے رہے۔ ان حرکتوں نے سنجیدہ طبع شریف مسلمانوں میں اور خاص کر غیر مسلم بھائیوں پر بُرا اثر پیدا کیا۔

خاکسار کی تقریر کے دوران کسی نے آکر ایک رقعہ دیا کہ ہم تمہاری بکواس سننا نہیں چاہتے اور نہ ہی اعتراضات کا جواب۔ بلکہ ہمیں تم قرآن کریم میں مرزا صاحب کا نام پڑھ کر سُناؤ اور قرآن کریم سے مرزا صاحب کی نبوت کے بارے میں بتاؤ۔ وغیرہ۔

گویا کہ ہمارے جلسہ میں بدمزگی پیدا کرنے کے لئے بہت کوشش کی گئی۔ باوجود اس کے ہم نے اپنے وقت پر ہی جلسہ ختم کیا۔ جلسہ کے بعد بھی یہ لوگ خوب شور مچاتے رہے۔

دوسرے دن مکرم محمد طاہر صاحب نے اپنی تقریر میں قرآن کریم کی مختلف آیتوں سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی صداقت بیان فرمائی۔ خاکسار اچانک بیمار ہو جانے کی وجہ سے دوسرے دن کے جلسہ میں تقریر نہیں کر سکا تھا۔

تیسرے دن خاکسار نے ختم نبوت کے مسئلہ پر کئے گئے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے حضرت رسول کریم صلعم کا مقام ختم نبوت کی وضاحت کی اور قرآن کریم کی مختلف آیتوں سے اجرائے نبوت کا مفہوم واضح کیا۔

باوجود بارش کے لوگ کثیر تعداد میں جلسہ میں شریک ہوئے اور بڑے غور سے تقریر سُنتے رہے۔ اسی طرح ہمارے جلسوں کا پروگرام نہایت خیر و خوبی سے ختم ہوا۔

(باقی ملاحظہ کیجئے صفحہ ۱۱ پر)

وصیتیں

نوٹ: یہ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان میں سے کسی وصیت پر اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر ہذا کو آگاہ کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر ۱۴۴۶ — میں محمد انعام ذاکر ولد مکرم کرم الہٰی صاحب قوم شیخ پیشہ کاروبار عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن دھنو ڈاکخانہ دھنو ضلع ہمیرپور صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸-۱-۷۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ اس وقت میں اپنے ماموں کے ساتھ دھنو میں سائیکلوں کی مرمت کا کام کرتا ہوں۔ وہ مجھے اس وقت ... روپے ماہوار دیتے ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ میں اپنی زندگی میں جو جائیداد یا آمد پیدا کروں گا۔ اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میرے مرنے پر جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد۔ محمد انعام ذاکر۔ گواہ شد۔ عبدالقادر دہلوی نائب ناظر دعوۃ وتبلیغ۔ گواہ شد۔ محمد سعید انور۔

وصیت نمبر ۱۴۴۷ — میں نعیمہ بشریٰ زوجہ عبداللطیف صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳ فروری ۱۹۷۵ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں البتہ جائیداد منقولہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ مہر ۳۰۰ روپے بذمہ خاوند ہے۔ ۲۔ زیور طلائی ہار ۔۔۔ جس کی قیمت ۲۰۰ روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میں اپنی زندگی میں جو جائیداد اور آمدن پیدا کروں گی اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میرے مرنے پر جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الاصنت۔ نعیمہ بشریٰ۔ گواہ شد۔ سلطان احمد ظفر مبلغ سلسلہ احمدیہ۔ گواہ شد۔ عبداللطیف۔
اس کے حصہ جائیداد کی ادائیگی کا میں ذمہ دار ہوں۔ عبداللطیف۔

وصیت نمبر ۱۴۴۸ — میں محمد شفیع ولد عزیز اللہ صاحب قوم بھٹی پیشہ زمینداری عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن چارکوٹ ڈاکخانہ دھیری اربیوٹ ضلع راجوری جموں بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴-۲-۷۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد منقولہ تین صد تینتیس ۳۳۳ روپے نقدی۔ دو بھینس جن کی قیمت ایک ہزار چھ صد ۱۶۰۰ روپیہ۔ جائیداد غیر منقولہ مکان ایک عدد قیمت پانچصد روپے ۵۰۰۔ اراضی آٹھ کنال قیمت آٹھ صد روپیہ ۸۰۰۔ کل رقم جائیداد منقولہ وغیر منقولہ تین ہزار دوصد تینتیس ۳۲۳۳ روپیہ بنتے ہیں۔ اس جائیداد کا ۱/۱۰ دسواں حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھ دیتا ہوں کہ آئندہ بھی جو آمد ہوگی اس کا بھی ۱/۱۰ دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر جائیداد ہوگی اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور اس کا بھی دسواں حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد۔ محمد شفیع صدر جماعت احمدیہ چارکوٹ۔ گواہ شد۔ حمید الدین شمس مبلغ سلسلہ احمدیہ۔ گواہ شد۔ شیخ حمید اللہ مبلغ سلسلہ۔ گواہ شد۔ عزیز الدین نائب صدر۔

وصیت نمبر ۱۴۴۹ — میں حلیمہ بی زوجہ محمد شفیع صاحب قوم بھٹی پیشہ زمینداری عمر ... پیدائشی احمدی ساکن چارکوٹ ڈاکخانہ دھیری اربیوٹ ضلع راجوری جموں۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴-۲-۷۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کچھ بھی نہیں البتہ حق مہر مبلغ یکصد ۱۰۰ روپے اور زیور یکصد روپیہ کل دو صد روپیہ بنتی ہے۔ اس جائیداد کے ۱/۱۰ دسواں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور یہ بھی لکھ دیتی ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی میری جائیداد ہوگی تو اس کے بھی ۱/۱۰ دسواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الاصنت۔ حلیمہ بی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ حمید الدین شمس مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ گواہ شد۔ شیخ حمید اللہ مبلغ سلسلہ۔ گواہ شد۔ محمد شفیع صدر جماعت

وصیت نمبر ۱۴۵۰ — میں غلام احمد ولد مکرم محمد شفیع صاحب قوم بھٹی پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن چارکوٹ ڈاکخانہ دھیری اربیوٹ ضلع راجوری جموں۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱-۲-۷۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے کیونکہ میرے والد محترم زندہ ہیں میں اس وقت احمدیہ مکتب چارکوٹ میں بحیثیت ٹیچر کام کرتا ہوں۔ جس کا معاوضہ مبلغ پچاس روپے ماہوار ملتا ہے۔ اس کے علاوہ میرے پاس ایک گھڑی ہے جس کی قیمت مبلغ یکصد روپیہ ہے۔ اس مندرجہ بالا جائیداد کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱/۱۰ دسواں حصہ کی کرتا ہوں۔ آئندہ بھی جس قدر آمد یا جائیداد میری پیدا ہوگی تو اس کا بھی ۱/۱۰ دسواں حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے مرنے کے بعد بھی ۱/۱۰ دسواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ غلام احمد مدرس۔ گواہ شد۔ حمید الدین شمس۔ گواہ شد۔ شریف احمد سیکرٹری مال۔ گواہ شد۔ شیخ حمید اللہ مبلغ سلسلہ۔

وصیت نمبر ۱۴۵۱ — میں عزیز الدین ولد مکرم سید محمد صاحب قوم بھٹی پیشہ زمینداری عمر ۳۶ سال پیدائشی احمدی ساکن چارکوٹ ڈاکخانہ دھیری اربیوٹ ضلع راجوری جموں۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴-۲-۷۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد منقولہ نقدی ۶۶۶ روپے چھ سو چھیاسٹھ روپیہ۔ بھینس ایک عدد قیمت ۸۰۰ روپے۔ جائیداد غیر منقولہ اراضی دو کنال قیمت دو صد ۲۰۰ روپے کل رقم ایک ہزار چھ سو چھیاسٹھ ۱۶۶۶ روپے بنتی ہے۔ اس جائیداد کا ۱/۱۰ دسواں حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ آئندہ بھی جس قدر آمد ہوگی اس کا بھی دسواں حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ اور میرے مرنے کے بعد جس قدر جائیداد ہوگی اس کا بھی دسواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد۔ عزیز الدین بقلم خود۔ گواہ شد۔ حمید الدین شمس مبلغ سلسلہ۔ گواہ شد۔ شیخ حمید اللہ مبلغ سلسلہ۔ گواہ شد۔ محمد شفیع صدر جماعت۔

وصیت نمبر ۱۴۵۲ — میں شریف احمد ولد میاں الف دین صاحب قوم بھٹی پیشہ زمینداری عمر چھتیس ۳۶ سال پیدائشی احمدی ساکن چارکوٹ ڈاکخانہ دھیری اربیوٹ ضلع راجوری جموں۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۴-۲-۷۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد حسب ذیل ہے۔

جائیداد منقولہ وغیرہ خاکسار کا حصہ مکان میں سے یکصد روپیہ مال میں سے تین صد روپیہ اراضی میں سے ڈھائی صد روپیہ کل رقم ۶۵۰ روپیہ چھ صد پچاس روپیہ جائیداد کی بنتی ہے اس کا ۱/۱۰ دسواں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اور آئندہ اپنی آمد کا بھی ۱/۱۰ دسواں حصہ ادا کروں گا۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر جائیداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ دسواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد۔ شریف احمد سیکرٹری مال چارکوٹ۔ گواہ شد۔ حمید الدین شمس۔
گواہ شد۔ شیخ حمید اللہ مبلغ سلسلہ۔ گواہ شد۔ میاں الف دین نشان انگوٹھا۔

جوبلی فنڈ کے وعدہ میں اضافہ!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جاری فرمودہ اس عظیم الشان تحریک میں جماعت نے جس والہانہ انداز میں لبیک کہا ہے۔ وہ بہت ہی قابل قدر ہے۔ جماعت کے مخلصین جوں جوں اس تحریک کی عظمت اور اہمیت پر غور کر رہے ہیں۔ وہ اپنے وعدوں میں اضافہ بھی کر رہے ہیں۔ نظارت ہذا میں ایسی کئی اطلاعات آچکی ہیں۔ تازہ اطلاع سوربب (میسور) سے آئی ہے مکرم عبد الحمید صاحب نے اپنا وعدہ دگنا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول فرمائے آمین!

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

درخواستہائے دُعا!

مکرم غلام محمد صاحب رشی نگر کشمیر بعارضہ بلڈ پریشر بیمار رہیں۔ اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ انہوں نے درویش فنڈ میں ۹۵ روپے۔ مسجد احمدیہ آسنور کے لئے ۷۰ روپے۔ فرقان کیلئے پانچ روپے اور بدر کیلئے ۵ روپے ادا کئے ہیں۔ احباب جماعت ان کی کامل صحت و تندرستی کیلئے درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل شفا عطا فرمائے آمین

امیر جماعت احمدیہ قادیان

(۲) برادرم کے ایم نسیم احمد صاحب مالاباری متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان کے والد محترم عرصہ چند ماہ سے بیمار ہیں۔ علاج معالجہ جاری ہے۔ تمام احباب و بزرگان سلسلہ سے ان کی کامل و عاجل شفایابی۔ صحت و تندرستی کے لئے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔ نیز خاکسار اور دیگر آٹھ ساتھیوں نے مولوی فاضل کا امتحان دیا ہے۔ نتیجہ نکلنے والا ہے۔ احباب جماعت سے نمایاں کامیابی کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار و

عنایت اللہ مولاشی خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ

(۳) میرے لڑکے نعیم احمد اس سال میڈیکل کالج میں داخلہ کیلئے مقابلہ کے امتحان میں بیٹھ رہے ہیں۔ ان کا یہ امتحان ۶ جولائی ۱۹۷۵ء کو ہے۔ میں اپنے تمام بھائیوں اور بہنوں اور درویشان قادیان سے ان کی اعلیٰ کامیابی اور سارے مشکلوں کے دور ہو جانے کی اور اس سال ان کا اڈمیشن پٹنہ میڈیکل کالج میں ہو جانے کے لئے خصوصی دُعاؤں کی درخواست کرتی ہوں۔

خاکسارہ عذرا شمیم آرہ بہار

(۴) مکرم مولوی امام صاحب غوری یادگیر سے حیدر آباد تشریف لے گئے ہیں۔ ان کی آنکھ کا اپریشن ہونے والا ہے۔ اپریشن کی کامیابی اور شفا کاملہ کے لئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ نیز خاکسار کے

اخبارِ قادیان

— مکرم قریشی سعید احمد صاحب تاحال لدھیانہ کے C.M.C. ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ چند دن تک زخموں کے ٹانکے کھلنے والے ہیں اور پھر ٹانگوں کی حرکت کی کوشش کی جائے گی۔ احباب صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دُعا فرمائیں۔

— مکرم حافظ محمد حفیظ صاحب آف ممبئی مورخہ ۸/۷/۷۵ کو زیارت مقامات مقدسہ کے لئے قادیان تشریف لائے۔

— مکرم عیسیٰ احمدی صاحب داحمد داؤدی صاحب آف تنزانیہ (افریقہ) مورخہ ۱۲/۷/۷۵ کو زیارت، مقامات مقدسہ کی غرض سے ربوہ سے قادیان تشریف لائے۔

جزائر انڈیمان میں تبلیغ احمدیت

صفحہ ۹ سے آگے

ہمارے جلسوں کے اثرات اور کامیابی کو دیکھ کر غیر احمدیوں کی طرف سے ہمیں مناظرہ کا چیلنج دیا گیا۔ لیکن چونکہ ہم دیکھ چکے تھے کہ ان کے ارادے نیک نہیں ہیں اس لئے ہم نے زبانی مناظرہ کی بجائے تحریری مناظرہ کرنے کی تجویز بعض معززین کے ذریعہ پیش کی جس کا ہمیں کوئی جواب نہ ملا۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے انڈیمان میں ہماری تقریروں کا خوب چرچا ہوا۔ خصوصاً مسلمانوں کے درمیان احمدیت ایک موضوع بحث بنی ہوئی ہے احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس علاقہ کو احمدیت کے نور سے منور کرے اور سعید روحوں کو حق و صداقت پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے آمین

بیعتیں

اس اثناء میں دو تعلیم یافتہ نوجوانوں نے بیعت کی۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اور ایک بزرگ جو ایک عرصہ سے جماعت سے الگ تھے تجدید بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے آمین

تربیتی پروگرام

اس اثناء میں جماعت میں تعلیمی تربیتی اور اصلاحی کام بھی کئے گئے۔ روزانہ بعد نماز فجر قرآن کریم کا درس ہوتا رہا۔ بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں سٹڈی کلاس لگائی جاتی رہی۔ صبح کے وقت بچوں کو قرآن کریم ناظرہ اور دینیات سکھانے کی کلاسیں جاری رہیں۔ احباب جماعت کے گھروں میں چار تربیتی تقاریر کی گئیں۔ جن میں احمدی مرد و زن کو ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی۔

اَلْوَداع اور شکریہ

چونکہ یہ اطلاع ملی تھی کہ اگلے ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں مدراس کے لئے کوئی جہاز نہیں جائے گا۔ اس لئے یہاں سے مورخہ ۲۲ جون کو کلکتہ روانہ ہونے والے بحری جہاز کے ذریعہ خاکسار .... روانہ ہوا۔ جبکہ مکرم مولوی عبد السلام صاحب فاضل مزید چند ماہ جزائر میں قیام رکھیں گے۔

اس دورے کو کامیاب کرنے کے لئے مجموعی طور پر تمام دوستوں نے بھرپور تعاون کیا۔ خاص طور پر محترم نذیر احمد صاحب صدر جماعت مع فرزندان۔ مکرم محمد طاہر صاحب سیکرٹری تبلیغ مکرم ماسٹر عبد الحق صاحب، مکرم کنجی احمد صاحب مکرم حبیب الرحمٰن صاحب شکریہ کے مستحق ہیں فجزاھم اللہ احسن الجزاء اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور اس علاقہ میں جماعت کو زیادہ سے زیادہ ترقیات بخشے

نیز گھر سے اطلاع ملی ہے کہ بچے کچھ بیمار ہیں۔ سب بچوں کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: منظور احمد مبلغ سلسلہ یادگیر

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ارواح کا بلاوا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"ایک دفعہ میں پھر آپ لوگوں کو خواہ مرد ہوں، خواہ عورت، خواہ بچے ہوں کہتا ہوں کہ اپنی غفلت چھوڑ دو۔ قربانی کو بڑھاؤ۔ اور اس کی رفتار کو تیز تر کر دو تحریک جدید کے چندوں کو جلد سے جلد ادا کرو۔ سادہ زندگی سے پیسہ بچانے کی عادت ڈالو اور تبلیغ کو وسیع کر دو۔ دنیا پیاسی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ارواح روحانی جہاد کیلئے آگے بلا رہی ہیں۔ تم کب تک خاموش رہو گے؟ اور کب تک بیٹھے رہو گے قربانی کرو اور آگے بڑھو اور اسلام کے جھنڈے کو بلند کرو"۔

(الفضل ۱۵ ستمبر ۱۹۶۱ء)

حضرت مصلح موعود کے اس ارشاد کی روشنی میں تمام احباب جماعت سے گذارش کرتا ہوں کہ اپنی سستی اور غفلت کو ترک کرتے ہوئے چندہ تحریک جدید کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ دیں۔ اب تک سال رواں کے آٹھ ماہ گذر چکے ہیں۔ اور ابھی تک کئی جماعتوں کے وعدہ جات بھی نہیں پہنچے عہدیداران جماعت اس طرف توجہ دیں۔ اور جلد از جلد وعدہ جات دفتر میں بھجواتے کے علاوہ چندہ کی وصولی کی پوری پوری کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو مقبول خدمت کی توفیق عطا کرے آمین

وکیل المال تحریک جدید قادیان

رشتہ ناطہ کی مشکلات

رشتہ و ناطہ کی مشکلات کا بہترین حل یہ ہے کہ احباب جماعت اپنے قابل شادی لڑکے اور لڑکیوں کے رشتے طے کرانے میں مرکزی شعبہ رشتہ و ناطہ نظارت امور عامہ کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے ان کے کوائف (مثلاً ولدیت۔ عمر۔ تعلیم قومیت۔ پیشہ وغیرہ۔ وغیرہ) نظارت ہذا میں بھجوا دیں تاکہ نظارت ہذا موزوں رشتے طے کرانے میں احباب جماعت کی مدد کر سکے۔ یہ کوائف اپنی جماعت کے امیر یا صدر صاحبان کی تصدیق کے ساتھ ارسال فرمائیں اگر آپ کے شہر میں یا دوسری جگہ کوئی ایسا رشتہ ہو جس کو آپ اپنے بیٹے یا بیٹی کے لئے پسند کرتے ہوں۔ اور وہ احمدی ہوں تو ان کے پتہ سے بھی اطلاع دیں۔ نظارت ہذا اس رشتہ کو طے کرانے کے لئے ضروری کاروائی کرے گی۔ بعض احباب اپنی قابل شادی لڑکیوں کے کوائف تو نظارت ہذا کو بھجوا دیتے ہیں۔ اور لڑکوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ ان کے لئے موزوں رشتہ ہم خود تلاش کر لیں گے۔ یہ طریق درست معلوم نہیں ہوتا ہے۔ اگر نظارت میں صرف قابل شادی لڑکیوں کے ہی کوائف ہوں گے تو ان کے لئے موزوں رشتے کہاں سے ملیں گے۔ لہٰذا قابل شادی لڑکے لڑکیوں دونوں کے کوائف بھجوائے جانے ضروری ہیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

اعلان نکاح و تقریب رخصتانہ

مکرم محمد احمد صاحب نسیم درویش قادیان کی دختر نیلسہ اختر عزیزہ فاطمۃ الزہرہ کا نکاح ہمراہ مکرمی وی ابوبکر کویا صاحب واچ میکر آف کالیکٹ بعوض ایکہزار روپیہ (۱۰۰۰/-) حق مہر مکرمی مولوی ابوالوفا صاحب مبلغ کیرلہ نے مسجد احمدیہ کوڈالی میں پڑھایا۔ نکاح کے معاً بعد تقریب رخصتانہ عمل میں آئی اس خوشی میں "اعانت بدر" میں پانچ روپے ارسال ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس شادی کو دونوں فریق کے لئے دینی و دنیوی ترقیات کے لئے ایک سنگ میل بنا دے آمین"۔

خاکسار:-
محی الدین کنجی کوڈالی نسبتی
بھائی مکرم محمد احمد صاحب نسیم

احمدیہ سالانہ کانفرنس صوبہ کشمیر

اس سال صوبہ کشمیر کی سالانہ احمدیہ کانفرنس ۸، ۹ راگست ۱۹۷۵ء کی تاریخوں میں موضع یاڑی پورہ میں منعقد ہو گی۔ کشمیر کی جماعتوں کو دعاؤں سے، تعاون سے اور اخراجات کے لئے مالی پیشکش سے کانفرنس کو کامیاب بنانا چاہئیے۔ جملہ رقوم مکرم عبدالحمید صاحب ٹاک صدر مجلس استقبالیہ یاڑی پورہ ڈاکخانہ خاص۔ ضلع اننت ناگ کے نام بھجوائیں کانفرنس کے تعلق میں صدر مجلس استقبالیہ سے رابطہ قائم کیا جائے اللہ تعالیٰ زیادہ تعداد میں احباب کو کانفرنس میں شرکت کی توفیق بخشے آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

نوٹ:- موسم کے مطابق بستر اپنے ہمراہ لائیں۔

تحریک اضافہ چندہ کا پُرخلوص جواب

نظارت ہذا کی طرف سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے حالیہ خطبات کی روشنی میں چندہ جات میں اضافہ کے لئے جو تحریک نظارت ہذا کی طرف سے کی جا رہی ہے۔ اس کے پرخلوص جوابات موصول ہو رہے ہیں۔ چنانچہ مکرم رشید احمد خاں صاحب صدر جماعت عادل آباد تحریر کرتے ہیں :-

"حسب الحکم خلیفہ وقت چندوں میں زیادتی کرتا ہوں۔ میں لازمی چندہ میں ۷۲/- روپے سالانہ دیتا تھا۔ اب ۲۴۰/- دیا کروں گا میری اہلیہ ۲۴/- سالانہ دیتی تھیں۔ اب ۳۶/- دیا کریں گی۔ چندوں میں برابر اضافہ کرتا چلا جاؤں گا۔ اسی کا تو دیا ہوا ہے۔ پھر اس کو دینے میں کیا عذر ہ"

اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر بخشے اور اس قربانی کو قبول فرمائے اور جماعت کے تمام احباب کو قربانی کے اعلیٰ مقام پر فائز کرے۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

درخواست دعا

مکرم برادرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب بھاگلپور کے متعلق اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہ ٹائیفائڈ سے بیمار ہیں۔ بخار کافی تیز ہو جاتا ہے اور صحت پر کافی اثر ہے ان کی شفائے کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے

خاکسار:- فیض احمد گجراتی درویش